REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP—3.

جلد ۳۲ — شمارہ ۴۳

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: خورشید احمد انور
نائب: جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۳۰ روپے
ششماہی ۱۵ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۸۰ روپے
فی پرچہ ۷۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN. 143516

۲۰ محرم ۱۴۰۴ ہجری — ۲۷ اخاء ۱۳۶۲ ہش — ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۳ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۳ اخاء (اکتوبر)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں مورخہ ۱۹/۱۰/۸۳ کو زیارت مقاماتِ مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لانے والے ایک مہمان کی زبانی ملنے والی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ:-
"حضور نے مورخہ ۱۴/۱۰/۸۳ کو نمازِ جمعہ لاہور میں ادا فرمائی اور اسی روز بخیر و عافیت ربوہ تشریف لے آئے اور یہ کہ حضور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔" الحمد للہ۔

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

قادیان ۲۳ اخاء (اکتوبر)۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارہ میں مورخہ ۱۴ اکتوبر صبح ۷ بجے کی اطلاع مظہر ہے کہ "بلڈ پریشر زیادہ ہے اور کمزوری بہت ہے۔" احباب حضرت سیدہ ممدوحہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دردِ دل سے دعائیں کرتے رہیں۔ ● محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ و صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ مورخہ ۲۳/۱۰/۸۳ کو آل مہاراشٹر احمدیہ مسلم کانفرنس میں شرکت کیلئے بمبئی تشریف لے گئے ہیں۔ اسی طرح محترم مولوی شریف احمد صاحب امینی اور محترم مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی بھی بمبئی تشریف لے گئے ہیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب کی عدم موجودگی میں محترم چوہدری عبدالقدیر صاحب قائم مقام ناظرِ اعلیٰ اور محترم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز قائم مقام امیر مقامی مقرر ہوئے ہیں۔

مشرق بعید میں غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں سنگِ میل کی حیثیت رکھنے والا جمعۃ المبارک (۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء)

برِّ اعظم آسٹریلیا میں سب سے پہلی مسجد "المسجد بیت الہدیٰ" کے سنگِ بنیاد کی مبارک تقریب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک معرکہ آراء خطاب کے بعد پُرسوز دعاؤں کے ساتھ سنگِ بنیاد نصب فرمایا

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ آسٹریلیا کی سرزمین پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ایک اور درخشندہ نشان کے طور پر اس برِ اعظم میں پہلی احمدیہ مسجد اور مشن ہاؤس کا سنگِ بنیاد اللہ تعالیٰ کے حضور انتہائی عاجزانہ و متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ اپنے دستِ مبارک سے نصب فرمادیا۔ اور اس طرح سڈنی سے قریباً ۵۰ کلومیٹر دور بلیک ٹاؤن میں جمعۃ المبارک کی مبارک و مسعود گھڑی میں ۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء کو "المسجد بیت الہدیٰ" کی تعمیر کے آغاز کے ساتھ ہی برِ اعظم آسٹریلیا میں اسلام کی فتح اور غلبہ کا ایک نیا روشن اور زریں دور شروع ہوگیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اس سے پہلے اس برِ اعظم میں جماعت احمدیہ تو قائم تھی مگر باقاعدہ مسجد اور مشن ہاؤس کوئی نہ تھا اب خلافتِ رابعہ کے نئے مقدس و مبارک دور میں اس برِ اعظم میں بھی مسجد کی تعمیر کے ساتھ دنیا کے تمام برِ اعظموں میں جماعتِ احمدیہ کے باضابطہ مشن ہاؤس اور مساجد قائم ہوجائیں گی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس بابرکت دورۂ مشرق کا یہ ایک بہت اہم حصہ ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت درجہ خیر و خوبی سے انجام پذیر ہوا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر انگریزی میں ایک معرکہ آراء خطاب فرمایا۔ (اس خطاب کا مکمل اردو ترجمہ اسی اشاعت میں پیش کیا جارہا ہے)

(خطاب کی ایک اہم بات یہ ہے کہ حضور ایدہ اللہ نے اس دن کو آسٹریلیا کی تاریخ میں آسٹریلیا کی جغرافیائی دریافت سے کہیں بڑھ چڑھ کر اہم اور تاریخی دن قرار دیا ہے۔ اسی روز قبل دوپہر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نمازِ جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں اس مبارک دن کی اہمیت، اور مستقبل میں رونما ہونے والے اس کے اہم نتائج پر روشنی ڈالی —!

یکم اکتوبر کی صبح چھ بج کر دس منٹ پر وکیل اعلیٰ تحریکِ جدید محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کی طرف سے امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی خدمت میں جو پیغام موصول ہوا ہے اس میں اس ایمان افروز اور تاریخ ساز تقریبِ سعید کی کچھ تفاصیل بیان کی گئی ہیں۔ اس پیغام کا مکمل متن درج ذیل ہے:-

"۳۰ ستمبر۔ الحمد للہ! سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج "المسجد بیت الہدیٰ" کی بنیاد رکھی۔ یہ مسجد براعظم آسٹریلیا کی پہلی احمدیہ مسجد ہے حضور نے مقامی جماعت کے اراکین اور بیرونی وفود کے سامنے تاریخی تقریر فرمائی۔ اس کے بعد محراب کی جگہ میں اپنے دستِ مبارک سے مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس تقریب میں علی الترتیب حضرت مولوی محمد حسین صاحب (جنہیں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہے) ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب مقامی صدرِ جماعت۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۲ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۲ ہش / ۱۹۸۳ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال جلسہ سالانہ قادیان انشاء اللہ تعالیٰ ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۲ ہش / ۱۹۸۳ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا۔ احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع فرمائیں۔ جن احباب کے پاس ربوہ کا ویزا ہو اور وہ جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کی خواہش رکھتے ہوں وہ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے بعد جلسہ سالانہ ربوہ میں تشریف لے جاسکتے ہیں۔ اور قادیان و ربوہ کے روحانی اجتماع سے مستفید ہوسکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ احباب کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس روحانی اجتماع میں شرکت فرماسکیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام)

پیشکش:- عبدالرحیم و عبدالرؤف مالکان حمید ساڑی مارٹ۔ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۷؍اخاء ۱۳۶۲ ہش

برِّاعظم آسٹریلیا میں پہلی احمدیہ مسجد کا سنگِ بنیاد

آج سے کئی سال پہلے کی بات ہے۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم ایم۔اے۔ ایل۔ایل۔بی۔پی ایچ۔ڈی لاہور نے احیاءِ اسلام کے سلسلہ میں جماعتِ احمدیہ کی قابلِ قدر کاوشوں کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا تھا:۔

"تحریکِ احمدیت کی ان زبردست کوششوں کا نتیجہ ہے کہ وہ مسلمان جو اٹھارویں صدی میں اپنی موت پر دستخط کئے ہوئے تھے۔ خدا کے فضل سے اپنے اندر زندگی کی ایک برقی لہر محسوس کرتے ہوئے اعلانِ عام کر رہے ہیں کہ یہ بیسویں صدی ہر جگہ مسلمانوں کے لئے نشأۃِ ثانیہ کے لئے یا بیداری کا آغاز ہے۔" (رسالہ استقلال، لاہور)

معزز قارئین! اس بیان میں ذرہ بھر مبالغہ کی آمیزش نہیں۔ یہ ایک روشن حقیقت ہے جس کا نہایت سیدھے سادے الفاظ میں بے ساختہ اظہار کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ جماعتِ احمدیہ جو ایک غریب جماعت ہے، قریباً چار دہاکوں کے مختصر سے عرصہ میں ہند و پاک کے علاوہ بیرونی ممالک میں کم و بیش ۵۰۰ مساجد تعمیر کر چکی ہے۔ جن کے محراب و میناروں سے پانچوں وقت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی صدائیں بلند کی جاتیں اور توحید باری تعالیٰ عزاسمہٗ اور رسالتِ محمدی کی منادی کی جاتی ہے۔

ایک سال قبل سرزمینِ اندلس میں ایک عظیم الشان مسجد کا افتتاح عمل میں آیا تھا۔ اور جماعتِ احمدیہ کے اس تاریخ ساز کارنامے پر اکنافِ عالم سے تعریف و تہنیت پر مشتمل پیغامات کی سیاہی ابھی خشک ہونے نہ پائی تھی کہ عالمِ اسلام کے کانوں میں ایک اور مژدہ جانفزا پڑا کہ امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جمعہ کے مبارک دن مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء کو برِّاعظم آسٹریلیا کے مشہور شہر سڈنی کے قریب جماعتِ احمدیہ کی طرف سے تعمیر کی جانے والی سب سے پہلی احمدیہ مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا جس کا نام نامی "المسجد بیت الھدیٰ" تجویز کیا گیا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ احسانہٖ۔

حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے سنگِ بنیاد کی اس مبارک تقریب کے موقع پر اہلِ آسٹریلیا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔ (اس تاریخی خطاب کے مکمل متن کو اسی اشاعت کی زینت بنایا گیا ہے)

"میرے نزدیک یہ دن آسٹریلیا کی روحانی اور مذہبی دریافت کا پہلا دن ہے۔ گویا آج ہم نے آپ کو اعلیٰ مذہبی اور روحانی اقدار سکھانے کی غرض سے ازسرِنو دریافت کیا ہے۔ پس اس دن کو اس دن سے ایک گونہ مناسبت ہے جس دن کیپٹن جیمز کُک نے آسٹریلیا کو ازسرِنو دریافت کیا تھا!"

پھر اس مسجد کے بابرکت قیام اور جماعتِ احمدیہ کے تعمیری عزائم سے روشناس کراتے ہوئے آسٹریلیا کے باشندوں کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"پس اے اہلِ آسٹریلیا! اگر ہم وہی ہیں جو اس عزم اور اس صبر اور اس استقلال اور شانِ فقیرانہ کے ساتھ نئی روحانی بستیاں آباد کیا کرتے ہیں اور دوسروں کے خون سے نہیں بلکہ خود اپنے خون سے بے رنگ زمینوں کو رنگ بخشتے ہیں۔ اور بے آب و گیاہ صحراؤں کو چمن زار بنا دیتے ہیں، اگر ہم وہی ہیں جو بالآخر دلوں پر فتح پاتے ہیں اور روحوں کی تسخیر کرتے ہوئے خیالات اور نظریات کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیتے ہیں، تو یاد رکھنا کہ آج کا دن جبکہ ہم اپنی پہلی مسجد اور پہلے مشن ہاؤس کا سنگِ بنیاد رکھ رہے ہیں برِّاعظم آسٹریلیا کی تاریخ کا عظیم ترین دن ہے ...... وہ زمانہ بہت دور نہیں جب آسٹریلیا کے باشندے جوق در جوق اس مسجد کی زیارت کے لئے آیا کریں گے۔ اور اس خانۂ خدا میں عبادت کرتے ہوئے اس عظیم دن کو یاد کریں گے جبکہ اللہ کے ایک عاجز بندے نے بڑی متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ ایک چھوٹی سی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا تھا۔ وہ اس مسجد کے صحن میں آنسو بہاتے ہوئے دعائیں دیں گے اُن سب مخلصین کو جنہوں نے اسلام کی فتح کے اس پہلے یادگاری نشان یعنی اس خانۂ خدا کی تعمیر میں مال اور جان کی قربانی پیش کی تھی۔ اور حسرت کریں گے کہ کاش ہم بھی اس زمانہ میں ہوتے تو ہمارا نام ان مجاہدین کی صف میں لکھا جاتا جنہوں نے آسٹریلیا میں اسلام کے غلبہ کی داغ بیل ڈالی!"

برِّاعظم آسٹریلیا کی سرزمین میں خدائے واحد کے پہلے گھر کی تعمیر کے اس تاریخ ساز کارنامے پر ہم اپنے پیارے امام ہمام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں دل کی گہرائیوں سے ہدیۂ تہنیت پیش کرتے ہیں۔ اور مبارکباد دیتے ہیں اُن مخلصین جماعت کو جنہوں نے اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی ذاتی ضروریات کو کم کر کے یا پسِ پشت ڈالتے ہوئے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مالی قربانیاں پیش کیں۔

محمد انعام غوری قائم مقام ایڈیٹر

شاہراہِ غلبۂ اسلام کا ایک اہم سنگِ میل

منّتِ ایزد تعالیٰ خالقِ لیل و نہار
فضل سے اس نے دکھایا ہے یہ روزِ خوشگوار

شاہراہِ غلبۂ اسلام کا ہے سنگِ میل
انقلابِ نَو کا ہے اِک نقطۂ آغازِ کار

شہرِ سڈنی میں بفضل اللہ بناء رکھ دی گئی!
"بیت الھدیٰ" مسجد کی از لطفِ خدائے کردگار

روز و شب یاں سے بلند ہوگی صدا توحید کی
دافعِ ظلمت بنیں گے اس کے سب روشن منار

دین کی تبلیغ کا قائم ہُوا مُحکم نظام
جس کی جولاں گاہ کی وسعت ہے ناپیدا کنار

مُڑ گیا ہے رُخ زمانے کا سوئے بیت العتیق
مشرق و مغرب گلے مل جائیں گے دیوانہ وار

اَلسَّلَام اے شارحِ قرآں، اے سبطِ مسیح!
اے غلام ابنِ غلامِ سیّدِ والا تبار

تیرے عزمِ آہنی کا اِک درخشندہ ثبوت
رکھ دی مسجد کی بنا تُو نے زِ لطفِ کردگار

حلقۂ اِسلام میں آجائے گا شرقِ بعید
چشمِ بینا دیکھتی ہے انقلابِ روزگار

ہے خیال اہلِ خرد کا یہ کبھی ممکن نہیں
اس کو ممکن کر دکھائے گا مگر پروردگار

خطّۂ آسٹریلیا تجھ پہ ہوں نازل برکتیں
ہے معزّز میہماں تیرا وہ فخرِ روزگار

دوش پر جس کے رکھی حق نے خلافت کی قبا
بادشاہ ہے مُلکِ دیں کا اور ہے گردوں وقار

مومنانِ باصفا کا ہے یہ فرضِ اوّلیں
خدمتِ دینِ متیں کرتے رہیں دیوانہ وار

صدقِ دل سے یہ دُعا کرتے ہیں جملہ مومنیں
فتح کے پرچم لئے، آئیں امامِ کامگار

دیدِ روئے پاک سے ہر احمدی ہو شاد کام
عاجزِ بے تاب کے دل کو ہو تسکین و قرار

★ سیّد ادریس احمد عاجزؔ کرمانی۔ ربوہ۔

◎ مسجد آسٹریلیا کا سنگِ بنیاد رکھنے کے مبارک موقعہ پر ◎

اہلِ آسٹریلیا سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا معرکہ آراء خطاب

جغرافیائی دریافت کے صدیوں بعد آج کا دن آسٹریلیا کی مذہبی اور روحانی دریافت کا پہلا دِن ہے

ہم نے آج آپ کو اعلیٰ مذہبی اور روحانی اقدار سکھانے کی غرض سے زیرِ نو دریافت کیا ہے ہم دم نہیں لیں گے جب تک خدائے واحد کے لئے آپ کے دِل نہ جیت لیں!!

ہم وہ ہیں جو شانِ فقیرانہ کے ساتھ روحانی بستیاں آباد کرتے ہیں اور دوسروں کے خون سے نہیں اپنے خون سے بے رنگ زمینوں کو رنگ بخشتے ہیں

یاد رکھنا آج کا دِن جبکہ ہم اپنی پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ رہے ہیں برِّ اعظم آسٹریلیا کی تاریخ کا عظیم ترین دِن ہے

وہ زمانہ دُور نہیں جب آسٹریلیا کے باشندے جوق در جوق اس مسجد کی زیارت اور اس میں عبادت کے لئے آیا کریں گے اور اس عظیم دن کو یاد کیا کریں گے

جماعتِ احمدیہ کے امام ہمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کے ایک درخشندہ نشان کے طور پر اور اس کے فضلِ بے پایاں کے تحت اسی کی دی ہوئی توفیق سے ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۳ ہجری قمری (مطابق ۳۰ تبوک ۱۳۶۲ ہجری شمسی و ۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ عیسوی) کو جمعۃ المبارک کی مبارک ساعتوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ اور منضرعانہ دُعائیں کرتے ہوئے اپنے دستِ مبارک سے برِّ اعظم آسٹریلیا میں سِڈنی کے قریب پہلی احمدیہ مسجد اور مشن ہاؤس کا سنگِ بنیاد رکھ چکے ہیں۔ حضور نے اس تاریخ ساز مسجد کا نام "المسجد بیت الھُدیٰ" رکھا ہے۔

برِّ اعظم آسٹریلیا میں عظیم روحانی انقلاب کے آئینہ دار اس مقدس و مبارک موقع پر حضور ایدہ اللہ الودود نے اہلِ آسٹریلیا سے انگریزی میں ایک معرکہ آراء خطاب فرمایا۔ اس تاریخی خطاب کے مکمل انگریزی متن کا اُردو ترجمہ پیشِ خدمت ہے:

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ○ فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ۚ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ۚ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ○ (آل عمران آیات ۹۷، ۹۸)

ترجمہ:- سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے (فائدے کے) لئے بنایا گیا تھا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ وہ تمام جہانوں کے لئے برکت والا (مقام) اور (موجبِ) ہدایت ہے۔ اس میں کئی روشن نشانات ہیں (وہ) ابراہیم کی قیام گاہ ہے اور جو اس میں داخل ہو وہ امن میں آجاتا ہے اور اللہ نے لوگوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اس گھر کا حج کریں (یعنی) جو (بھی) اس تک جانے کی توفیق پائے وہ (اس گھر کا حج کرے) اور جو انکار کرے تو (وہ یاد رکھے کہ) اللہ تمام جہانوں سے بے پرواہ ہے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ اور آسٹریلیا کی تاریخ میں ایک اہم سنگِ میل

آج جبکہ ہم برِّ اعظم آسٹریلیا میں پہلی احمدیہ مُسلم مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کی غرض سے اکٹھے ہوئے ہیں یہ دن جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں ایک نئے سنگِ میل کا اضافہ کر رہا ہے۔ آج ہمارے دِل اپنے ربّ کی حمد سے لبریز ہیں اور اُس کے احسان پر اس کی حمد و ثناء کے ترانے گا رہے ہیں۔

بلاشبہ یہ دِن آسٹریلیا کی تاریخ میں بھی ایک عظیم سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ ایک ایسی جماعت جو اس دَور میں اللہ کی توحید کو تمام دُنیا پر غالب کرنے کا عزم لے کر اُٹھی ہے اس عظیم برِّ اعظم میں پہلی مرتبہ خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کے لئے ایک گھر تعمیر کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ یہ پہلی اینٹ ہے جو خالصۃً لِلّٰہ اس کی عبادت کی خاطر تعمیر ہونے والے اس گھر کی بنیاد میں رکھی جا رہی ہے۔ لیکن یہ اینٹ آخری اینٹ نہیں رہے گی اور نہ خدائے واحد کا یہ گھر آخری گھر ہوگا۔ بلکہ یہ تو خانہ ہائے خدا کے نہ ختم ہونے والے سلسلہ کا ایک نہایت عاجزانہ آغاز ہے۔

بظاہر یہ ایک عام سی بُنیاد ہے جو مَیں رکھ رہا ہوں۔ اور یہ مٹی میں دب کر نظروں سے غائب ہو جائے گی۔ لیکن ان بنیادوں پر ایک ایسی عمارت بلند ہوگی جو زمین پر ہوتے ہوئے بھی اپنی ذات میں ایک آسمانی عمارت ہوگی اور جو عرش کے خدا تک رسائی پائے گی۔ دن میں پانچ وقت اس کے میناروں سے اللہ کی وحدت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اعلان بلند ہوں گے۔ اس مسجد کے مینارے اس مادی دَور میں بسنے والے مردوں اور عورتوں کو اُن کا بھولا ہوا یہ سبق یاد دلائیں گے کہ اصل اور حقیقی رفعتیں مادی ترقی سے نہیں بلکہ رُوحانی ترقی سے حاصل ہوتی ہیں۔

دنیوی عمارتوں میں شکست و ریخت اور فنا کا عمل

اب جبکہ ہم یہاں ایک عمارت کی تعمیر کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ ہمیں مادی چیزوں میں شکست و ریخت اور ٹوٹ پھوٹ کے عمل کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ جونہی تعمیر مکمل ہوتی ہے اُسی لمحہ سے شکست و ریخت کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ کوئی نہیں جو وقت اور زمانہ کے اس عمل کو روک سکے۔ اور کوئی نہیں جو اس عمل کے منتہائے مقصود کو نیچا دکھا سکے۔ قرآن مجید زمانہ کے اس عمل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ ۝ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ۝

(الرحمٰن آیات ۲۷-۲۸)

ترجمہ: "اس (یعنی زمین) پر جو کوئی بھی ہے آخر ہلاک ہونے والا ہے اور صرف وہ بچتا ہے جس کی طرف تیرے جلال اور عزّت والے خُدا کی توجّہ ہو۔"

لیکن فنا کے اس ظاہری عمل سے کہیں بڑھ کر پُر ہیبت اور پُر جلال وہ باطنی عمل ہے جو ایک زمانہ اور ایک دَور میں کارفرما نظریۂ حیات اور اس کی رُوح کو ملیامیٹ کر کے رکھ دیتا ہے۔ ازمنہ گذشتہ کی عظیم تہذیبوں کا اگر کچھ سُراغ ملتا ہے تو مادی عمارتوں کے نیچے کھنڈرات سے ہی ملتا ہے۔ ان کے آدرش اور ان کے نظریات بے نشان ہوئے بغیر نہیں رہے فراعنۂ مصر کے تعمیر کردہ اہرام کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ ان میں سے بعض اہرام ریت

کے نیچے دفن ہو گئے ۔ کچھ نے کھنڈرات کی شکل اختیار کر لی ۔ صرف چند ایک ہی ہیں جو آج بھی سر بلند اور ایستادہ نظر آتے ہیں ۔ لیکن کیا انہیں تعمیر کرانے والوں کے فلسفۂ حیات اور مطمحِ نظر کا درجہ رکھنے والے نظریات کے بھی کہیں کوئی آثار ملتے ہیں ؟ کوئی ایک ذی رُوح بھی آج ایسا ہے جو اُن کے نظریات پر عمل پیرا ہو ؟ ایک بھی نہیں ! وہ سب فنا کی آغوش میں چلے گئے ۔ کوئی خفیف ترین نشان بھی تو اُن کا کہیں نظر نہیں آتا ۔

خُدا کے پہلے گھر کی تعمیر اور اس کی امتیازی شان

لیکن مصر کی ان عالیشان اور پُرشکوہ عمارتوں کے بالکل برعکس اس دُنیا میں ایک نہایت معمولی اور بظاہر بے ڈھنگے ساخت کے پتھروں کی ایک ایسی عمارت بھی بنائی گئی تھی جس کی کہانی دنیوی قوموں کی تعمیر کردہ عمارتوں کی کہانی سے بالکل مختلف اور جُدا ہے ۔ میری مراد چھ ہزار برس سے زائد عرصہ قبل تعمیر کئے جانے والے اُس قدیم گھر سے ہے جو اس دُنیا میں پہلی مرتبہ خالصۃً خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے بنایا گیا ۔ چنانچہ قرآنِ کریم اس عظیم اور منفرد واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے :۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ

یعنی وہ پہلا گھر جو زمین پر تمام بنی نوعِ انسان کے لئے خُدائے واحد و یگانہ کی پرستش کی خاطر بنایا گیا وہ مکہ میں ہے ۔ وہ گھر مبارک ہے اور تمام انسانوں کی ہدایت کا موجب ہے ۔ اور اس کے ساتھ کھلے کھلے نشان وابستہ ہیں ۔ اور وہ ابراہیمؑ کا مقام بھی ہے اور جو کوئی اس میں داخل ہوگا وہ یقیناً امن میں آجائے گا ۔

اس گھر کا آغاز عظیم دُنیوی قوموں کی یادگار تعمیرات کے آغاز سے مختلف تھا ۔ کوئی شاہی خزانے اس کی تعمیر میں بے دریغ خرچ نہیں ہوئے ۔ نہ کسی آرکیٹیکٹ نے اپنے ذہنِ رسا کے زرخیز تخیل میں اسے ڈیزائن کیا اور نہ کسی ماہرِ تعمیر نے اس کے عمارتی کام کی نگرانی کی ۔ کسی غلام قوم سے اس کی تعمیر میں بیگار نہیں لی گئی ۔ خدا کے اس پہلے گھر کا آغاز کمال سادگی اور عاجزی کا آئینہ دار تھا ۔ تواریخِ عالم میں اس عظیم واقعہ کا اشارۃً بھی تو ذکر نہیں ملتا ۔ صرف قرآن ہی وہ کتاب ہے جس نے اس عمارت کے آغاز کا اجمالاً ذکر کیا ہے ۔

یہ گھر بھی شکست و ریخت کی دست بُرد سے باہر نہ رہا ۔ یہ بھی بالآخر منہدم ہُوا ۔ لیکن خُدا کی تقدیر نے اسے معدوم نہ ہونے دیا ۔ چنانچہ ایک عظیم الشان نبی یعنی ابراہیمؑ کے سپرد خدا تعالیٰ نے یہ کام کیا کہ وہ خدا کے اس گھر کو انہی قدیم بنیادوں پر از سرِ نو تعمیر کریں ۔ قرآن مجید اس خدائی تقدیر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے :۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

(البقرہ آیت ۱۲۸)

ترجمہ :۔ اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ابراہیم اس گھر کی بنیادیں اُٹھا رہا تھا ۔ اور (اس کے ساتھ) اسمٰعیل بھی (اور وہ دونوں کہتے جاتے تھے) اے ہمارے رب ہماری طرف سے (اس خدمت کو) قبول فرما ۔ تُو ہی (ہے جو) بہت سُننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے ۔

اس طرح خدا تعالیٰ کی تقدیر نے یہ فیصلہ کیا کہ اسے کھنڈرات میں تبدیل نہ ہونے دیا جائے ۔ اسے قدیمی بُنیادوں پر از سرِ نو تعمیر کرنے کا وقت آ پہنچا تھا ۔ خدا نے اس کی تعمیر کے لئے جن معماروں اور مزدوروں کا انتخاب کیا اُن کا تعمیر کے فن سے دُور کا بھی تعلق یا واسطہ نہ تھا ۔ یہ معمار خدا کا برگزیدہ نبی ابراہیمؑ تھا ۔ اور مزدُور اس کا اپنا نوعمر بیٹا اسمٰعیلؑ تھا ۔ جو غالباً عمر کے لحاظ سے ابھی اتنا پختہ نہ ہُوا تھا کہ آجکل کے لیبر قوانین کے مطابق اسے مزدوری کی اجازت دی جا سکتی ۔ یہ ایک ایسی عمارت کی تعمیر تو تھی جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ یہ دُنیا کی تمام عمارتوں سے زیادہ رفیع الشان ہو گی ۔ اور اسے آباد کرنے اور آباد رکھنے والے عرش کے خدا سے باتیں کریں گے ۔

عظیم رُوحانی تعمیر کو آشکار کرنے والا ظاہری نشان

سو گویا خانۂ خدا کی یہ عمارت ایک مجسّم صلائے عام تھی کہ اے علومِ مرتبت کے خواہاں انسانو ! اور اے رُوحانی رفعتوں کے متلاشیو ! اگر تم بھی اس بلندی تک پہنچنا چاہتے ہو جہاں عمارتیں اور ان عمارتوں میں بسنے والے آسمان سے نہیں بلکہ آسمان کے خدا سے باتیں کرتے ہیں تو تیز تیز قدم اُٹھاتے ہوئے ادھر آؤ اور ان رُوحانی زمینوں کو طے کرو جن کے کواڑ یہ عمارت تم پر کھول رہی ہے ۔ جب ہم اس پہلو سے ان واقعات پر ایک دفعہ پھر نظر ڈالتے ہیں تو یہ عُقدہ حل ہو جاتا ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیرِ نَو کے لئے ایک نبی اور اس کے بیٹے کو کیوں منتخب کیا گیا ۔

خانۂ خُدا کی یہ مادی اور جسمانی تعمیر اپنی ذات میں فی الاصل ایک عظیم رُوحانی تعمیر کو آشکار کرنے والے ایک ظاہری نشان کی حیثیت رکھتی ہے ۔ مقصود بالذات کوئی مادی تعمیر نہ تھی بلکہ اصل مقصود وہ رُوحانی عمارت تھی جو اس کے باطن میں تعمیر ہو نا تھی ۔ یہ ایک ایسی عمارت تھی جس کے لئے دنیوی فنِ تعمیر کے ماہرین کی نہیں بلکہ رُوحانی فنِ تعمیر کے ماہرین کی ضرورت تھی ۔ پس خدا تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ نے ابراہیمؑ کی صُورت میں رُوحانی فنِ تعمیر کے ایک چوٹی کے ماہر کا انتخاب فرمایا اور اس کی مدد کے لئے اس کا تربیت یافتہ بیٹا یعنی اسمٰعیلؑ اُسے عطا کیا ۔ ایک ایسی عمارت کی تعمیر کے لئے اس سے بہتر معماروں کا انتخاب ممکن نہ تھا ۔ یہ انتخاب تعمیر کے اصل مقصد کے عین مطابق تھا ۔

وہ سادہ گھر جسے ابراہیمؑ اور اس کے بیٹے اسمٰعیلؑ نے خدائی حکم کے تحت از سرِ نو تعمیر کیا تھا آج بھی پُوری شان و شوکت کے ساتھ اپنی جگہ ایستادہ ہے اور اپنی اور اپنے اصل مقصد کی عظمت کو آشکار کر رہا ہے ۔ جبکہ اس کے مقابل فراعنۂ مصر کے تعمیر کردہ بچے کھچے اہرام سراسر ویران اور متروک حالت میں عبرت کی ایک تصویر نظر آتے ہیں ۔ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کے ہاتھوں تعمیر ہونے والا خدا کا وہی سادہ سا گھر آج خدائے واحد کے لاکھوں اور کروڑوں پرستاروں کا کعبۂ مقصود بنا ہُوا ہے ۔ اور ہر سمت سے وہ اس کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں ۔

دُنیوی اور رُوحانی تعمیرات سے حاصل ہونے والا سبق

ان دو متقابل تعمیرات (یعنی خانہ کعبہ اور اہرامِ مصر) کی مختلف اور متضاد حیثیتوں سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے ؟ وہ کیا چیز ہے جس نے خدائے واحد کے اس سادہ سے گھر کو زندگی سے معمور کر رکھا ہے ۔ جب کہ فراعنۂ مصر کی عظیم یادگاری عمارتوں یعنی اہرامِ مصر پر ویرانی چھائی ہوئی ہے ۔ اور وہ حسرت و یاس کی تصویر بنے ہوئے ہیں ؟ ایسا کیوں ہے کہ ایک عمارت کا پیش کردہ فلسفۂ حیات آج بھی زندہ ہے اور اپنے زندگی بخش ہونے کا ثبوت دے رہا ہے جبکہ دُوسری عمارتیں جس فلسفۂ حیات کی آئینہ دار تھیں اُس کا نام و نشان بھی باقی نہیں ہے ؟ یہ کیسے ممکن ہُوا کہ اوّل الذکر عمارت شکست و ریخت اور انحطاط و زوال کے اصول کو شکست دینے میں کامیاب رہی جبکہ مؤخر الذکر عمارتیں اور اُن کے پیش کردہ فلسفے معدوم ہوئے بغیر نہیں رہے ۔

ایک اور زبردست عمارت کا ذکر

جبکہ فی الوقت عمارتوں کا تذکرہ ہو رہا ہے ۔ اس تسلسل میں مَیں ایک اور زبردست عمارت کا بھی ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں ۔ یہ وہ عمارت تھی جو اس غرض سے بلند کی گئی تھی کہ خدا کے وجود کو چیلنج کرے اور اللہ کو اور اللہ والوں کو نیچا دکھائے ۔ قرآن کریم اس عمارت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے :۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰۤاَیُّھَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ ۚ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰھَامٰنُ عَلَی الطِّیْنِ فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤی اِلٰہِ مُوْسٰی ۙ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّہٗ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝

(القصص آیت ۳۹)

یعنی فرعون نے اپنے سرداروں سے کہا کہ مجھے تو اپنے سوا تمہارا کوئی اور معبود نظر نہیں آتا ۔ (پھر یہ موسیٰ نہ جانے کس خدا کی باتیں کر رہا ہے) پس اے ہامان ! میرے لئے مٹی کو پختہ کرنے کے لئے آگ بھڑکاؤ ۔ اور ایک بلند و بالا عمارت تیار کرو تاکہ مَیں ذرا موسیٰ کے خُدا کو دیکھوں تو سہی ۔ لیکن امرِ واقعہ یہی ہے کہ مَیں اسے جھوٹا سمجھتا ہُوں ۔

قرآنِ کریم کی یہ آیت نہ صرف اس واقعہ کا ذکر کر رہی ہے جو آج سے قریباً ۳۳۰۰ سال پہلے گذرا بلکہ ایک ایسے مادہ پرست انسان کی نفسیاتی حالت اور ذہنی کیفیت کا نقشہ کھینچ رہی ہے جس کے دماغ میں تکبر کے زیرِ اثر یہ سودا سمایا ہُوا ہو کہ وہ انسانی حدُود و قیُود سے آزاد ہو چکا ہے ۔ اور اس کا علم ، غیب و شہود یعنی ہر حاضر و غائب پر حاوی ہے چنانچہ عصرِ حاضر یعنی خود ہمارے زمانہ میں بھی اسی نفسیاتی حالت اور ذہنی کیفیت کا مظاہرہ اس وقت دیکھنے میں آیا جبکہ ایک عظیم مادی طاقت کے خلا نورد نے اپنی معمولی سی خلائی چھلانگ کے نشہ میں بے قابو ہو کر یہ تعلّی کی کہ مَیں تو خلا میں ہر طرف دیکھ آیا ہوں مجھے کسی خدا کا کوئی نشان کہیں نظر نہیں آیا ۔

اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو آج کے زمانہ کے راکٹ بھی گزرے ہوئے زمانہ کی سر بفلک عمارتوں کی طرح انسان کو اپنی جھوٹی عظمت اور بے حقیقت سرفرازی کے زعم میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں ۔ لیکن اس زمانہ کے انسان کا یہ تفاخر بھی اسی طرح عارضی اور لاشئ ہے جس طرح گزری ہوئی قوموں کا تفاخر تھا ۔ پس قرآنِ مجید اُسی عمارت کا ذکر کر کے دراصل غرور میں

بلکہ اُسی مادہ پرستانہ ذہنیت کو آشکار کر رہا ہے جو ماضی میں ہمیشہ ہی مذہب سے نبرد آزما رہی ہے۔ اور آئندہ بھی ہمیشہ نبرد آزما رہے گی۔ یہی وہ مادہ پرستانہ ذہنیت ہے جو اپنی مادی آنکھ سے مذہب کی رُوحانی اقدار کو جانچنے اور پرکھنے پر اصرار کرتی ہے۔ لیکن تاریخ مذاہب سے ہمیں یہ غیر فانی سبق ملتا ہے کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی اور کل بھی ان مادی طاقتوں کے مقدر میں شکست اور نامرادی لکھی جائے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کامیابی

کوئی مادی فلسفہ وجہ نہیں بیان کرسکتا کہ غریب، بے یار و مددگار اکیلا موسیٰؑ مصر کے باجبروت حاکم یعنی فرعون کو جو بجز اپنے کسی خدا کا قائل نہ تھا شکست دینے اور نیچا دکھانے میں کیسے کامیاب ہُوا؟ سوچنے کی بات ہے کہ موسیٰؑ ایسا بےکس انسان جو غریب اور بے حیثیت ماں باپ کے گھر پیدا ہُوا تھا کب یہ گمان کرسکتا تھا کہ ایک دن وہ فرعون ایسے طاقتور بادشاہ کو ہار ماننے اور بےبس ہونے پر مجبُور کر دے گا؟ آج فرعون مصر منفتاح اور ہامان کی بنائی ہوئی عمارت کا کوئی نشان نظر نہیں آتا جو اس غرض سے بنائی گئی تھی کہ آسمان کی بلندیوں کو چھو کر ذرا موسیٰؑ کے خُدا کی خبر لے آئیں۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ منفتاح سے پندرہ پشت قبل کے فراعنہ مصر کی بنائی ہوئی بعض عمارتیں اہرام کی شکل میں آج بھی موجود ہیں۔ لیکن اگر نشان نہیں ملتا تو اُس عمارت کا جو آسمان کے خدا سے پوچھ گچھ کرنے کے لئے بڑے گھمنڈ اور تکبر سے بنائی گئی تھی۔ وہ ایسی پیوندِ خاک ہوئی جیسے کبھی بنائی ہی نہ گئی ہو۔ اگر اس کے وجود کا کچھ پتہ ملتا بھی ہے تو صرف اس بات سے کہ وہ معدوم ہو چکی ہے۔

لیکن قطع نظر اس سے کہ وہ عمارت کب اور کہاں بنی اور کتنی بلندی تک اُٹھی اور کب مسمار ہوئی ایک بات قطعی اور یقینی ہے۔ اور وہ یہ کہ خُدا کے ایک غریب اور عاجز اور بےکس بندہ کے مقابل پر جب ایک صاحبِ جبروت اور دُنیوی عظمتوں کا حامل ایک عظیم بادشاہ آیا اور اس سے ٹکر لینا چاہی تو وہ ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوئے بغیر نہ رہا۔ اس کی اپنی تہذیب مٹ گئی۔ اُس کا تمدن قصۂ پارینہ بن گیا۔ اس کا تکبر خاک میں مل گیا۔ اُس کے دعویٰ خدائی کا ایسا عبرتناک انجام ہُوا کہ آج رُوئے زمین پر ایک متنفس بھی ایسا نہیں جو اُس کو خدا تسلیم کرنا تو درکنار اس کی طرف منسوب ہونا بھی اپنے لئے باعثِ فخر سمجھے۔ لیکن خُدا کا بندہ موسیٰؑ آج بھی زندہ ہے۔ وہ خاک نشین ایسی رفعتیں پا گیا جس تک فرعون کی اُونچی سے اُونچی تصوراتی جست اور چھلانگ بھی نہیں پہنچ سکتی تھی۔ آج موسیٰؑ کے دعوے کو دُنیا کی تین عظیم ترین مذہبی قومیں تسلیم کرتی ہیں۔ اُس کے بلند مرتبہ کا اقرار کرتی ہیں اور ادب و احترام سے اُس کا نام لیتی ہیں۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ اُس کی عظمت میں کمی آنے کی بجائے مزید وسعت اور مزید رفعت پیدا ہوتی چلی جا رہی ہے۔

خُدا کے گھر اور دُنیوی عمارتوں میں فرق

ان حالات کی طرف متوجہ کر کے قرآن کریم ہمارا ذہن اس ازلی ابدی سچائی کی طرف مبذول کرواتا ہے کہ مادی اقدار اور ترقیات مذہبی اقدار اور ترقیات کے مقابل پر محض بے حقیقت اور لاشئ ہیں۔ کیونکہ ان کا پیغام مُردہ ہے۔ جبکہ مذہبی اقدار کے اندر ایک زندہ رُوح کارفرما ہوتی ہے۔

خُدائے واحد کی عبادت کے لئے تعمیر ہونے والے پہلے گھر کی طرف عود کرتے ہُوئے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس معمولی اور ظاہری لحاظ سے بے حقیقت عمارت پر بھی اگرچہ امتدادِ زمانہ نے اپنے سب حربے استعمال کئے اور فنا کا ہاتھ اگرچہ اس پر بھی اسی طرح مصروفِ عمل رہا جس طرح دنیا کی دوسری عالیشان عمارتوں پر جو محض مادی اغراض کے لئے بنائی گئی تھیں اور اگرچہ اسے بھی پُرانی بُنیادوں پر از سرِ نَو تعمیر کیا گیا۔ تاہم خدا کے اِس گھر کی معمولی سی عمارت میں اور دُنیوی عمارتوں میں ایک فرق بڑا بیّن اور واضح ہے۔ اور وہ یہ کہ دُنیوی عمارتوں میں سے ایک بھی تو ایسی نہیں جو اپنے مقام اور مقاصد کے اعتبار سے زندہ ہو۔ اہرامِ مصر تو ہیں مگر بے جان لاشے کی طرح۔ اُن کے جسم سے عصرِ فرعونی کی رُوح پرواز کر چکی ہے۔ یہ ایسی حنوط شدہ لاشوں کی طرح ہیں جن کے بدن رُوح سے خالی ہوں۔ ان عمارتوں کی حیثیت ایسے غیر آباد گھونسلوں کی سی ہے جن میں بسیرا کرنے والے پرندے ہمیشہ کے لئے ان میں سے پرواز کر گئے ہوں۔ فراعنۂ مصر کے وہ مقاصد جو ان عمارتوں کے ساتھ وابستہ تھے ہزارہا برس پہلے مر چکے ہیں۔ آج کون ہے جو فراعنہ مصر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا پسند کرتا ہے اور کون ہے جو اُن کی ناموس کے لئے غیرت رکھتا ہو۔ یا اُن کی خاطر کٹ مرنے کو تیار ہو؟

اب ذرا اس کے مقابل پر خانہ کعبہ کو از سرِ نو تعمیر کرنے والے ابراہیمؑ کو دیکھو اُس کے مقدّس ہاتھوں کی ظاہری تعمیر آج بھی اُسی طرح محفوظ ہے۔ یہی نہیں بلکہ اُس کی حُدود نئی وسعتوں سے اور اس کی عمارت نئی سربلندیوں سے ہمکنار ہوتی چلی آ رہی ہے۔ یہ آج بھی زندہ ہے اور اپنی زندگی کا پہلے سے کہیں بڑھ کر ثبوت دے رہی ہے۔ یہی حال اُن مقاصد کا بھی ہے جو اس کی تعمیر کے ساتھ وابستہ کئے گئے تھے۔ وہ پہلے سے کہیں بڑھ کر شان کے ساتھ زندہ اور سربلند ہیں۔ آج موسیٰؑ کی پیروی کرنے والے اپنے آپ کو ابراہیمؑ کا بھی پیروکار ظاہر کرتے ہیں۔ اِسی طرح مسیحؑ کے ماننے والے بھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ابراہیمؑ کے پیروکار ہیں۔ لیکن دُوسروں سے کہیں بڑھ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین اپنے آپ کو ابراہیمؑ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور ابراہیم کا پیرو شمار ہونے میں یک گونہ فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ آج دن میں پانچ دفعہ بلند ہونے والی اذان پر کروڑوں لوگ (جن کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا آ رہا ہے) کعبہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اور اس کے میناروں سے دی جانے والی اذان جو کبھی صرف قرب و جوار میں بسنے والوں تک ہی پہنچتی تھی ایامِ حج میں اتنی بلند ہو جاتی ہے کہ دُنیا کے کونہ کونہ اور بستی بستی میں سُنائی دیتی ہے۔ اور چاروں طرف سے کرۂ ارض کو گھیر لیتی ہے۔ اور دُنیا کے کونہ کونہ سے کروڑہا بندگانِ خدا اس آواز کا جواب دیتے ہوئے اقرار کرتے ہیں کہ

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، لَكَ الْحَمْدُ وَالنِّعْمَةُ لَبَّيْكَ۔

اے ہمارے اللہ! ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں، ہم حاضر ہیں۔ سب تعریف تیرے ہی لئے ہے اور ہر نعمت تجھ سے ہے، ہم تیرے حضور حاضر ہیں۔

لیکن اس کے بالمقابل فرعون کی وہ آواز ہمیشہ کے لئے بند ہو گئی جو ایک دِن بڑے تکبر سے یہ کہہ رہی تھی کہ:۔

"اے ہامان! مٹی کو پختہ کرنے کے لئے آگ جلاؤ۔ اور ایک بلند و بالا عمارت تیار کر دو تاکہ میں بھی ذرا دیکھوں تو سہی کہ موسیٰؑ کا خُدا کن بلندیوں میں بستا ہے لیکن امرِ واقعہ یہی ہے کہ میں موسیٰؑ کو جھُوٹوں میں شمار کرتا ہُوں"

پس آج یہ کہنا کہ جس گھر کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے ہم اس وقت جمع ہوئے ہیں، یہ اپنی رفعتوں میں اُونچی سے اُونچی اور بلند سے بلند انسانی تعمیر سے بھی بلند تر ہے اور دُنیوی اغراض کے لئے انسانی ہاتھوں کا بنایا ہُوا کوئی بلند سے بلند ٹاور بھی خدائے واحد کے اس گھر کے قدموں کو نہیں چھو سکتا بلکہ ہمالہ کی چوٹیاں بھی اس کے مقابل پر کوتاہ قامت ہیں تو یہ کوئی مبالغہ نہیں۔ بلکہ یہ تو مذہب کی اصطلاحیں ہیں۔ جو مادی نہیں بلکہ رُوحانی معنی رکھتی ہیں۔ لیکن یہ اصطلاحیں محض فرضی اصطلاحیں اور خوش فہمی کے قصے نہیں بلکہ باقی رہنے والی ٹھوس حقیقتوں اور تاریخی شواہد پر مبنی ہیں۔

آسٹریلین کانوں کے لئے عجیب بات

ایک بات میں نے اس خطاب کے آغاز میں ایسی کہی تھی جو آسٹریلین کانوں کو بہت عجیب لگی ہوگی۔ وہ بات میں نے یہ کہی تھی کہ آج کا دِن صرف جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں ہی نہیں بلکہ آسٹریلیا کی تاریخ میں بھی ایک عظیم اور منفرد تاریخی دن ہے۔ شاید کوئی سُننے والا یہ سوچے کہ یہ محض ایک فضول تعلّی ہے۔ نہ تو آسٹریلیا میں تعمیر ہونے والی یہ پہلی مسجد ہے، نہ ہی باشندگانِ آسٹریلیا کے نزدیک مساجد تعمیر کرنے کی کوئی اہمیت ہے۔ خواہ وہ چھوٹی ہوں یا بڑی۔ اہلِ آسٹریلیا نے نہ پہلے کبھی ان معمولی واقعات کا نوٹس لیا ہے اور نہ مستقبلِ قریب میں آئندہ کبھی لیں گے۔ پھر اس مسجد کو بطورِ خاص وہ کونسا امتیاز حاصل ہے جس کے سنگِ بُنیاد کا دن آسٹریلیا کی تاریخ میں ایک عظیم سنگِ میل شمار کیا جائے اور ایک اہم تاریخی دن کے طور پر یاد رکھا جائے۔

آپ کا یہ حق ہے اور مجھ پر یہ لازم ہے کہ اس دعوے کی وضاحت کر دوں۔ لیکن پہلی بات جو میں آپ کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں وہ آپ کے تعجب کو کم کرنے والی نہیں بلکہ اس میں مزید اضافہ کرنے والی ہوگی۔ شاید آپ کو یہ معلوم نہ ہو کہ جماعتِ احمدیہ جو آج اس مسجد کی تعمیر کا آغاز کر رہی ہے ایک ایسی جماعت ہے جسے مُسلمانوں کے اکثر دُوسرے فرقے مسلمان تسلیم نہیں کرتے حتیٰ کہ پاکستان میں بھی جہاں اِس جماعت کا عالمی ہیڈ کوارٹر ہے اس جماعت کو سنہ ۱۹۷۴ء سے مُسلمان تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اس علم کے بعد تو اِس مسجد کی تعمیر اہلِ آسٹریلیا کو اور بھی زیادہ معمولی اور بے حقیقت دِکھائی دے سکتی ہے۔ جس طرح کسی بے نام مفلس کی جھونپڑی کی تعمیر افراد کی دُنیا میں کوئی قابلِ ذکر واقعہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایک ایسی جماعت کی مسجد کی تعمیر بھی قوموں کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں پاتی جسے خود اپنے ہم مذہبوں نے اپنے میں سے خارج کر دیا ہو۔ جسے اِس بُنیادی حق سے بھی محرُوم کیا جا رہا ہو کہ وہ اپنے مذہب کا نام خود رکھ سکے۔ یہ بات کتنی ہی عجیب کیوں نہ ہو! یہ ایک حقیقت ہے کہ جس مذہب کی عظمت اور جلال کے لئے وہ تمام دُنیا میں جان، مال، وقت اور عزّت کی قُربانیاں پیش کر رہی ہو، خود اسی مذہب کے ماننے والوں کی اکثریت کی نظر میں وہ متروک و مردُود ہو۔ بایں ہمہ اِس جماعت کا

سربراہ آسٹریلیا کی سرزمین میں اپنی پہلی غریبانہ مسجد کی تعمیر کے دن یہ دعویٰ بھی کر رہا ہو کہ آج کا دن آسٹریلیا کی تاریخ میں بھی ایک عظیم تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ آخر کیوں اور کیسے؟ یہ معمہ سلجھانے اور آپ کو سمجھانے کے لئے ضروری ہے کہ میں مختصر الفاظ میں پہلے جماعتِ احمدیہ کا تعارف کروا دوں اور اس امر سے آگاہ کر دوں کہ اس کے قیام کی غرض و غایت کیا ہے۔

جماعتِ احمدیہ کا تعارف

جماعتِ احمدیہ اسلام کی طرف منسوب ہونے والے اور مسلمانی کا دعویٰ کرنے والے تمام فرقہ ہائے اسلام میں وہ واحد جماعت ہے جس کا بانی اِس زمانہ میں خُدا کی طرف سے مبعُوث اور مامُور ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مَیں وہی مسیح اور وہی مہدی ہوں جن کے بارہ میں بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو یہ خوشخبری دی تھی کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہو کر مُسلمانوں کی حالتِ زار کا علاج کریں گے۔ اور بگڑی ہوئی حالت کو سُدھاریں گے۔ اور از سرِ نو اسلام کو ایک نئی قوت اور نئی شان کے ساتھ زندہ کریں گے۔ اور تمام ادیانِ عالم پر اسلام کے آخری فیصلہ کُن غلبہ کے لئے ایک عالمی رُوحانی جہاد کی مہم کا آغاز کریں گے۔

جماعت احمدیہ کے مقدس بانی کا نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ آپؑ نے دعویٰ کیا کہ یہ ایک تمثیلی پیشگوئی ہے اور یہ کہ مہدی اور مسیح دو الگ وجُود نہیں بلکہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ آپ نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ مسیح ابنِ مریم حقیقی معنوں میں اللہ کے بیٹے نہیں تھے بلکہ یہ لفظ اُن کے حق میں محض اللہ کے پیار کے اظہار کے لئے بولا گیا۔ وہ انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔ لیکن مرتبے میں بہت بلند۔ کیونکہ خدا کے ایک خاص برگزیدہ رسُول تھے۔ رسُول کی حیثیت میں اللہ نے اپنی تائید کا یہ نشان ان کو دکھایا کہ صلیب کے چنگل سے نجات بخشی اور صلیب پر مرنے نہیں دیا۔ بلکہ وہ بے ہوشی کے عالم میں صلیب سے اُتارے گئے۔ اور بہت جلد شفایاب ہو کر بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں فلسطین سے مشرق کی طرف ہجرت کر گئے۔ لیکن بحیثیت انسان وہ موت سے بالا نہ تھے۔ اور بالآخر اپنے مشن کی تکمیل کے بعد دیگر انبیاء مقدسہ کی طرح وہ بھی طبعی طور پر وفات پا کر اس دُنیائے فانی سے رخصت ہوئے۔

جماعت احمدیہ کے مقدس بانی نے دعویٰ کیا کہ مسیح کے دوبارہ آنے کی خوشخبری محض تمثیل ہے۔ یعنی کسی آنے والے وجود کو تمثیلی طور پر مسیح کا نام دیا جانا مقصُود تھا۔ جیسے اس سے پہلے یوحنا بپتسمہ دینے والے کو بھی ایلیاہ کا نام دیا گیا۔ پس آپ کا دعویٰ یہ تھا کہ مَیں ہی وہ تمثیلی مسیح اور مَیں ہی وہ مہدی ہُوں جس نے آخری زمانہ میں اسلام کے غلبہ کے لئے ظاہر ہونا تھا۔

جماعتِ احمدیہ کا امتیاز

آپؑ کے اس دعویٰ کو مسلمانوں کی اکثریت نے رد کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے ماننے والوں کو بعض اسلامی ممالک میں دُوسری مُسلمان اکثریت کی طرف سے "نان مسلم" قرار دیا جا چکا ہے۔ لیکن قطع نظر اس سے کہ اللہ کی نظر میں سچا اور حقیقی مسلمان کون ہے اور محض نام کا مسلمان کون، اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ مُسلمانوں میں سے آج صرف ہماری جماعت ہی ہے جو خدائی جماعت ہونے کی دعویدار ہے۔ یہ ہر قسم کی مخالفتوں اور اس کے خلاف روا رکھے جانے والے تشدد کے باوجود تمام عالم میں تبلیغِ اسلام کا جال بچھائے ہوئے ہے۔

اس کے مقابل پر دیگر تمام مُسلمان کہلانے والے فرقے غلبۂ اسلام کی عالمی مہم کے لئے مستقبل کے کسی ایسے خوش نصیب دن کی طرف دیکھ رہے ہیں جب دو ہزار برس کا معمر مسیح آسمان کے کسی گوشہ سے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے نازل ہوگا۔ اور بعد نزول وہ اور امام مہدی اپنی متفقہ کوششوں سے اسلام کو سب دُنیا پر غالب کرنے کی مہم کا آغاز کریں گے۔ اور مُسلمانوں کو تمام دُنیا کی سلطنتوں اور خزانوں کی چابیاں چاندی کی طشتری میں سجا کر پیش کر دیں گے۔ اس بارہ میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ دُور کے سُہانے ڈھول ہیں یا ان کی حیثیت سُنہری خوابوں سے زیادہ نہیں ہے۔

جہاں تک حقیقتِ حال کا تعلق ہے یہ بات تو بہر حال مُسلّم ہے کہ آج دُنیا کے پردہ پر صرف ایک ہی جماعت ہے جس کا دعویٰ یہ ہے کہ آسمانی نوشتوں میں جس جماعت کے لئے غلبۂ اسلام مقدر تھا وہ یہی جماعت ہے۔ اور وہ ساعتِ سعد آ چکی ہے جو اسلام کے غلبۂ نَو کی ساعت ہے۔ اُس مہم کا آغاز ہو چکا ہے جس نے عالمی انقلاب برپا کرنا تھا۔

اگر یہ جماعت اپنے اِس دعویٰ میں سچّی ہے۔ اگر حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی نے اس غریب اور بے نوا جماعت کو اُس آخری انقلابِ عظیم کے لئے چُن لیا ہے جس نے بالآخر دُنیا کی تقدیر بدل دینی ہے اور مذہبی اور فرقہ وارانہ منافرتوں کا قلع قمع کر کے انسان کو ایک دفعہ پھر اخوت اور محبت اور ایثار اور انکسار کے درس دینے ہیں، تو یہ جماعت جس نئے برِّ اعظم یا مُلک یا قوم میں بھی پہلی مرتبہ اپنے قدم جمائے گی اور رُوحانی انقلاب کی عظیم مُہم کا آغاز کرے گی بلاشبہ وہ دِن اُس برِّ اعظم یا مُلک یا قوم کی تاریخ میں ایک عظیم تاریخی دن ہوگا۔ اور ایک ایسا عجیب سنگِ میل ہوگا جو ہم عصر انسان کی نظر سے اوجھل ہونے کے باوجُود مستقبل کے انسان کی آنکھ کو بہت بڑا اور نمایاں اور روشن ہو کر دکھائی دے گا۔ اور ساعتِ زمانہ اس کی عظمت کو کم کرنے کی بجائے اُس کی عظمت و شان کو بڑھاتا چلا جائے گا۔

مادّی اور مذہبی دُنیا میں حیرت انگیز مابہ الامتیاز

مادّی اور مذہبی دُنیا کی تاریخ میں یہی تو ایک حیرت انگیز مابہ الامتیاز ہے کہ دُنیاوی قوموں کی عظمت کو گزرتا ہُوا وقت دُھندلاتا اور مدھم کرتا چلا جاتا ہے۔ بڑھتے ہُوئے وقت کے فاصلے ان کی حیثیت کو چھوٹا اور خفیف سے خفیف تر دکھانے لگتے ہیں۔ لیکن مذہبی قوموں کی عظمت کا حال اس کے برعکس ہے۔ وہ واقعہ جو بظاہر اتنا چھوٹا اور اتنا معمولی ہوتا ہے کہ ہمعصر مؤرخ کی آنکھ اس کو دیکھ بھی نہیں سکتی۔ آنے والی نسلوں کو وہ بڑا ہو کر دِکھائی دینے لگتا ہے اور گذرتا ہُوا وقت اُسے چھوٹا دِکھانے کی بجائے بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی عظمت اپنے زمانہ کے ہر دُوسرے واقعہ کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس کی روشنی ہر دوسری روشنی کو ماند کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک وقت آتا ہے کہ صرف یہی ایک روشنی اپنی چمک دِکھلا رہی ہوتی ہے اور ہر دُوسری حقیقت مدھم اور بے حقیقت ہو کر بجھتی چلی جاتی ہے۔

دیکھو جب مسیحیت کا آغاز ہُوا تو نصف کرۂ ارض کو رومی سلطنت کی عظمت اور جلال نے ڈھانپے رکھا تھا۔ اور واقعہ صلیب اُن کے مقابل پر ایسا مدھم اور بے نُور اور بے حقیقت تھا کہ اس واقعہ کے دَوران تو درکنار ۳۴ سال بعد تک بھی کسی رومی تاریخ یا تحریر یا دستاویز میں اس کا اشارۃً بھی ذکر نہیں ملتا۔ لیکن آج جب ہم مُڑ کر دیکھیں تو واقعہ صلیب کی روشنی اُفق تا اُفق تمام سلطنتِ روما پر چھائی ہوئی دِکھائی دیتی ہے۔ بلکہ اس زمانہ میں رُوئے ارض پر رُونما ہونے والا سب سے زیادہ اہم اور جلیل القدر اور روشن واقعہ آغازِ مسیحیت ہی دِکھائی دیتا ہے۔ گویا وقت کا بُوڑھا مصور دو ہزار سال سے پیہم اس عمل میں مصروف ہے کہ عصرِ مسیح کے ہر دُوسرے نقش کو مدھم کرتا اور مٹاتا چلا جائے۔ اور آغازِ مسیحیت کو ہر لمحہ پہلے سے بڑھ کر اُجاگر کرتے ہُوئے اس میں نئے رنگ بھرتا رہے۔ پس اگر جماعتِ احمدیہ وہی جماعت ہے جو اُمتِ محمدیہ میں پیدا ہونے والے مسیح ثانی نے قائم کرنی تھی تو آج آسٹریلیا کے اس عظیم برِّ اعظم میں احمدیہ مسلم مشن کا آغاز بلاشبہ آسٹریلیا کی تاریخ کا عظیم ترین واقعہ ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ میرے اِس دعویٰ کو باور کرنے کی راہ میں ایک بہت بڑا "اگر" حائل ہے۔ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ اس غریبانہ اور عاجزانہ آغاز کا انجام کیا ہے۔ لیکن مجھے اتنا ضرور کہنے دیجئے کہ اہلِ بصیرت اور اُولوالالباب کسی صداقت کو پہچاننے کے لئے مستقبل کا انتظار نہیں کیا کرتے۔ انہیں اس ننھے سے بیج میں ہی وہ آثار دکھائی دیتے ہیں جو ایک عظیم درخت کا خاکہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہ شفقِ صُبح کی پیش رو علامتوں ہی سے بھانپ لیتے ہیں کہ کتنے بڑے اور روشن دن کی صُبح طلوع ہونے والی ہے۔

آسٹریلیا کی رُوحانی دریافت کا پہلا دِن

آپ اہلِ آسٹریلیا جو اس وقت میرے مخاطب ہیں شاید اپنی تاریخ کے حوالے سے میری بات کو آسانی سے سمجھ سکیں۔ اس لئے آئیے اب میں آپ کو یہ بتاؤں کہ آسٹریلیا کی سابقہ تاریخ کے پسِ منظر میں آج کے دن کی کیا حیثیت ہے۔

میرے نزدیک یہ دن آسٹریلیا کی رُوحانی اور مذہبی دریافت کا پہلا دن ہے۔ گویا آج ہم نے آپ کو اعلیٰ مذہبی اور رُوحانی اقدار سکھانے کی غرض سے از سرِ نو دریافت کیا ہے۔ پس اِس دن کو اُس دِن سے ایک گونہ مناسبت ہے جس دن کیپٹن جیمز کُک[1] نے آسٹریلیا کو از سرِ نو

[1] WORLD MARK ENCYCLOPEDIA OF THE NATIONS VOL 4 PAGE 13

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَالنَّاصِرُ
کراچی میں
معیاری سونا کے معیاری زیورات خریدنے اور بنوانے کے لئے تشریف لائیں!
الرؤف جیولرز
۱۶- خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری، شمالی ناظم آباد۔ کراچی
فون نمبر:- ۶۷۰۶۹ء

دریافت کیا تھا گو اس سے پہلے ولندیزی اور پرتگالی ملاح اُسے دریافت کر چکے تھے لیکن کیپٹن جیمز کک وہ شخص ہے جس نے انگلستان کی نوآبادی کے طور پر اسے از سرِ نو دریافت کیا۔ اُسی طرح آج جماعت احمدیہ آپ کو اسلام کے لئے از سرِ نو دریافت کر رہی ہے اور دم نہیں لے گی جب تک اس پورے برّاعظم کو محبت اور پیار اور عقل و دانش اور مضبوط عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ جیت نہ لے۔

- یہ ایک روحانی فتح کا پروگرام ہے جس کا جغرافیائی اور سیاسی غلبہ سے کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں
- یہ ایک دل جیتنے کا منصوبہ ہے جس کا جبر و اکراہ سے کسی قسم کا واسطہ نہیں۔
- یہ ایک عقل اور دلیل کی جنگ ہے جس کا تیر و تفنگ اور توپوں اور راکٹوں سے کوئی بعید کا بھی علاقہ نہیں۔
- یہ امن کا پیغام ہے جو دلوں کی راجدھانی سے تعلق رکھتا ہے۔
- یہ ایک نئی تہذیب اور نئے تمدن کے نفاذ کا سوال ہے جو اس زمانہ کے تمام مسائل کا حل اور اس مادی دَور کی ہر بے چینی کا علاج پیش کرتا ہے۔
- یہ انسان کو انسانیت سکھانے کے بعد اُسے اپنے رب اور خالق سے ملانے کا ایک عظیم پروگرام ہے جو صرف اُس دُنیا میں ہی وصلِ خداوندی کے وعدوں پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس دنیا میں ہی وصل الٰہی کی ایسی توقع امید دلاتا ہے اور اپنی تائید میں قطعی شواہد پیش کرتا ہے اور دکھلاتا ہے کہ اس راستہ پر چل کر پہلے بھی ہزارہا بندگانِ خدا باخدا اور خدا نما انسان بن گئے

جماعت احمدیہ کی روحانی نوآبادی کی تاریخ!

خالق کے لئے مخلوق کے دل جیتنے کی خاطر کسی نئے برّاعظم یا ملک یا خطے کی دریافت جماعت احمدیہ کی تاریخ میں کوئی نیا واقعہ نہیں اور وہ اُن مسائل سے پوری طرح باخبر ہے جو نئے علاقے دریافت کرنے والوں کو درپیش ہوتے ہیں۔ جب انگلستان نے برّاعظم آسٹریلیا کو آباد کرنے کا فیصلہ کیا تو آپ جانتے ہی ہیں کہ اس کی آبادی کی تاریخ کتنی محنتوں اور مشقتوں اور دکھوں اور لرزہ براندام کرنے والے مظالم کی داستانوں سے بھری پڑی ہے۔ جماعت احمدیہ کی روحانی نوآبادی کی تاریخ بھی اسی قسم کے واقعات سے معمور ہے لیکن اس ظاہری مشابہت کے باوجود دونوں میں اہم اور بنیادی فرق ہے اور دونوں ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہوئے بھی مشابہ نہیں رہتے۔

تاریخ آسٹریلیا کا ایک دردناک واقعہ

جب ۱۸۳۱ء میں انگلستان کے شمالی علاقوں میں ظالمانہ زرعی قوانین کے خلاف فاقہ کش کسان نے آوازِ احتجاج بلند کی تو اس جرم کی سزا میں ہزارہا بوڑھوں اور نوجوانوں کو ملک بدر کر کے آسٹریلیا بھجوا دیا گیا۔ اُن دنوں باٹنی بے (Botany Bay) کا نام عوام الناس کی زبان میں آسٹریلیا کا ہی متبادل نام تھا چنانچہ باٹنی بے کی طرف بھجوائے جانے والے مظلوموں پر جو گذری اور اُن کی یاد میں جو پیچھے رہنے والوں پر بیتی اس کے دردناک ذکر پر مشتمل متعدد واقعات اور گیت انگریزی اور سکاٹش لٹریچر میں ملتے ہیں ان میں ہی سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک عورت کا اکلوتا نوعمر بیٹا جو بغیر کسی شغل کے نوجوانوں میں شامل ہو گیا جو ظالمانہ قوانین اور زمیندارانہ بہیمانہ سلوک کے خلاف پُرامن احتجاج کر رہے تھے اس موقعہ پر جو ہزارہا احتجاج قید کئے گئے ان میں وہ نوجوان لڑکا بھی تھا اُن قیدیوں کو حکومت برطانیہ نے کچھ عرصہ تک نہایت اذیت ناک حالات میں قید رکھا۔ بالآخر بھیڑ بکریوں کی طرح اُن جہازوں میں ٹھونس دیا جو انہیں باٹنی بے کی طرف لے جانے کے لئے تیار کئے گئے تھے ان کے اعزا و اقرباء کو صرف اتنا علم ہے کہ وہ لوگ باٹنی بے چلے گئے۔ وہاں ان پر کیا گزری یا کتنے ان میں سے راستے میں ہی ہلاک ہو گئے اس کی ان کو کچھ خبر نہ ہو سکی۔ اُن دنوں باٹنی بے کی طرف جانے والے قیدیوں کا راستہ ایک یکطرفہ راستہ تھا اُن کو لے جانے والی ہوائیں صرف انگلستان سے باٹنی بے کی طرف چلتی تھیں الٹ کر کبھی واپس نہیں آتی۔ اُس لڑکے کا تو کچھ پتہ نہیں چل سکتا کہ اُس پر کیا حالات گزرے۔ ہاں اُس ماں کا ذکر آج تک محفوظ ہے جو بچے کی جدائی کے غم میں ذہنی توازن کھو بیٹھی۔ ہر روز بلا ناغہ اس کا یہی کام تھا کہ جنوب مشرق کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتی کہ میرا بیٹا اس طرف گیا ہے اور اسی طرف سے واپس آئے گا وہ ہر روز اس کے استقبال کی تیاری کرتی اور حسب توفیق اس کی خاطر مدارات کا سامان مہیا رکھتی۔ لیکن کوئی اُس طرف سے نہ آیا اور انتظار کے دن لمبے ہو گئے وہ عورت اسی انتظار میں بوڑھی ہو گئی اور بالآخر اُس کی ٹانگوں پر فالج کا حملہ ہوا اور چلنے پھرنے سے معذور ہو گئی۔ اس حالت میں بھی اس کا دستور یہی رہا کہ اپنے عزیز و لوں سے کہہ کر موسم کے مطابق کبھی صحن میں اور کبھی برآمدہ میں اپنی کرسی اس طرح رکھواتی کہ منہ باٹنی بے کی جانب رہے۔ اور تمام دن اس سمت سے کسی آنے والے کا انتظار کیا کرتی لوگ اُسے پاگل کہتے تھے۔ وہ لوگوں کو پاگل سمجھتی تھی اور کہتی تھی کہ جب بھی میرا بیٹا لوٹے گا وہ یہ دیکھ کر کتنا خوش ہو گا۔ کہ میری ماں مجھے بھولی نہیں اور آج تک میرے انتظار میں ہے۔

احمدیت کی روحانی نوآبادیات کی تاریخ میں بھی اس سے ملتے جلتے واقعات نظر آتے ہیں مگر بنیادی فرق یہ ہے کہ وہ جبری قربانی کے واقعات نہیں بلکہ طوعی قربانی کے واقعات ہیں۔

تاریخ احمدیت کا ایک ایمان افروز واقعہ

جماعتِ احمدیہ کی طرف سے پہلے پہل جب مولانا رحمت علی صاحب کو انڈونیشیا تبلیغ کی غرض سے بھجوایا گیا تو اُس میں کوئی جبر کا پہلو نہیں تھا بلکہ محض خدمتِ دین کے جذبہ سے سرشار ہو کر مولانا نے خود اپنی زندگی اُس وقت کے امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حضور پیش کی تھی۔ جماعت احمدیہ کی غربت کا اُن دنوں یہ حال تھا کہ مبلغ بھجوانے کے لئے تو پیسے جمع کر لئے جاتے مگر واپس بلانے کا خرچ مہیا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ مولانا کو بھی جب بھجوایا گیا تو سال پر سال گذرتے گئے لیکن جماعت کو یہ توفیق نہ مل سکی کہ انہیں اپنے بیوی بچوں سے ملنے کے لئے واپس بلائے۔ اُن کے بچے باپ کی محبت سے محروم یتیموں کی طرح پل کر بڑے ہونے لگے۔ ایک دن اُن کے سب سے چھوٹے بیٹے نے جو اب سکول میں تعلیم حاصل کر رہا تھا اپنی ماں سے پوچھا کہ اماں سکول میں سب بچے اپنے ابا کی باتیں کرتے ہیں اور جن کے ابا باہر ہیں وہ بھی آخر واپس آ ہی جاتے ہیں۔ اور اچھی اچھی چیزیں اپنے بچوں کے لئے لاتے ہیں۔ پھر یہ میرے ابا کہاں چلے گئے کہ واپس آنے کا نام ہی نہیں لیتے ماں یہ سن کر آبدیدہ ہو گئی اور جس سمت میں اُس نے سمجھا کہ انڈونیشیا واقع ہے اس سمت میں انگلی اٹھا کر یہ کہا کہ بیٹا تمہارے ابا اس طرف خدا اور اس کے رسولؐ کا پیغام پہنچانے گئے ہیں اور اُسی وقت واپس آئیں گے جب خدا کو منظور ہو گا۔ اس عورت کے اس جواب میں درد تو تھا لیکن شکوہ نہیں تھا۔ احساسِ بے اختیاری تو تھا لیکن احتجاج نہیں تھا کیونکہ وہ خود بھی قربانی کے جذبہ سے سرشار تھی۔ مولوی صاحب کو انڈونیشیا گئے ہوئے دس سال گذر چکے تھے جب آپ کو پہلی مرتبہ انڈونیشیاء سے کچھ عرصہ کے لئے بلوایا گیا لیکن پھر جلد ہی انڈونیشیا بھجوا دیا گیا۔ انڈونیشیا میں اپنے اہل و عیال سے الگ رہ کر تبلیغ میں جو وقت انہوں نے صرف کیا اُس کا عرصہ ۲۶ سال بنتا ہے۔ بالآخر جماعت نے یہ فیصلہ کیا کہ اب ان کو مستقلاً واپس بلایا جائے۔ تب اُن کی بیوی جو اب بوڑھی ہو چکی تھی اپنے امام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بڑے درد سے یہ عرض کیا کہ دیکھیں جب میں جوان تھی تو اللہ کی خاطر صبر کیا اور اپنے خاوند کی جدائی پر اُف تک نہ کی۔ اپنے بچوں کو کسمپرسی کی حالت میں پالا پوسا اور جوان کیا، اب جبکہ میں بوڑھی اور بچے جوان ہو چکے ہیں اب ان کو واپس بلانے سے کیا فائدہ۔ اب تو میری یہ تمنا پوری کر دیجئے کہ میرا خاوند مجھ سے دُور تبلیغ اسلام کی مہم ہی میں دیارِ غیر میں مر جائے یا مارا جائے اور میں فخر سے یہ کہہ سکوں کہ میں نے اپنی تمام شادی شدہ زندگی دین اسلام کی خاطر قربان کر دی۔

دونوں واقعات میں مماثلت اور بُعد المشرقین

ان دونوں مثالوں کے انطباق میں یہ ایک عجیب توارد ہے کہ اگر شمالی پنجاب میں کھڑے ہو کر کوئی انڈونیشیا کی عمومی سمت کی طرف رخ کرے تو اسی سمت میں آگے باٹنی بے (Botany Bay) بھی واقع ہے ان دونوں واقعات میں مذکور خواتین کا رُخ باٹنی بے ہی کی جانب تھا لیکن اس ظاہری مماثلت کے باوجود ان دونوں واقعات میں بُعد المشرقین ہے ایک باٹنی بے جبر اور بے اختیاری کی ایک دردناک داستان کی مظہر ہے اور ایک باٹنی بے عظیم مقصد کے لئے باشعور اور با اختیار طوعی قربانی کی ایک دلگداز مگر ایمان افروز داستان۔

جغرافیائی اور روحانی تسخیر کے ساتھ وابستہ مظالم کی داستانیں

اب میں ایک اور اہم امر کی طرف آپ کی توجہ مرکوز کرانا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ تمام نوآبادیات کے ساتھ نوآبادیات میں بسنے والے قدیم باشندوں کے خلاف شدید مظالم کی داستانیں بھی وابستہ ہوا کرتی ہیں۔ چنانچہ آسٹریلیا کی جغرافیائی تسخیر کے ساتھ بھی انتہائی ظلم کی ایسی ہی داستان وابستہ ہے آسٹریلیا میں آباد ہونے والی نوآباد قوموں نے پرانی قوموں سے یہاں تک بہیمانہ سلوک کیا کہ ان کی شکاری ٹولیاں ہتھیاروں سے مسلح ہو کر جنگلوں کی طرف پرانے باشندوں

۱؎ Raipen Land Regulation World Mark Encyclopedia Of The Nations vol: 4 PAGE 13

کے شکار کے لئے نکل کھڑی ہوتی تھیں اور جنگلی جانوروں کی طرح ان کو گولیوں کا نشانہ بناکر یہ مقابلے ہوتے تھے کہ کس شکاری نے کتنے زیادہ پرانے باشندوں کا شکار کیا ہے۔ یہ ظلم کسی بڑا کا قوم کے خلاف روا نہیں رکھا گیا بلکہ مؤرخین ہمیں بتاتے ہیں کہ آسٹریلیا کے قدیم باشندے نہ جنگجو اور خونخوار نہیں تھے بلکہ نہایت امن پسند صلح کل لوگ تھے۔

ان داستانوں میں بنیادی فرق

روحانی تسخیر کے ساتھ بھی اسی قسم کے ظالمانہ مظالم کی داستانیں وابستہ ہوتی ہیں۔ لیکن اس بنیادی فرق کے ساتھ کہ یہی مذہبی قومیں دوسروں کا شکار نہیں کرتیں بلکہ خود ان کا شکار بنائی جاتی ہیں اور پرانے باشندے شکاری بن کر مذہبی قوموں کا شکار کرتے ہیں۔ دیکھو! عیسائیت نے جب سلطنت روما کو مذہبی تسخیر کے لئے دریافت کیا تو یہ نو آبادکار عیسائی ہی تو تھے جنہیں اہل روم کے ہاتھوں وحشی درندوں سے پھڑوایا گیا اور شیروں اور بھیڑیوں کے سامنے پھینکا گیا۔ احمدیت کی نوآبادیاتی تاریخ میں بھی غریب اور بے کس احمدیوں کے خلاف ایسے ہی دردناک مظالم کے واقعات بکثرت ملتے ہیں جو ملک ملک دنیا بھر میں پھیلے پڑے ہیں مثلاً آج سے تقریباً ۵۰ سال پہلے کا یہ واقعہ ہے کہ سنگاپور میں ہمارے ایک مبلغ غلام حسین صاحب ایاز کو تبلیغ کے جرم میں مشتعل ہجوم نے مار کر نیم جان کر دیا اور زخموں سے چور بدن کو رات کے وقت ایک سنسان سڑک پر پھینک دیا۔ اُن کو اچانک ہوش اس طرح آیا کہ آوارہ کتے غراتے ہوئے ان کے زخموں کو بھنبھوڑ رہے تھے

اے اہل آسٹریلیا! یاد رکھنا.....

پس اے اہل آسٹریلیا! اگر ہم وہی ہیں جو اس عزم اور اس صبر اور اس استقلال اور اس شانِ فقیرانہ کے ساتھ نئی روحانی بستیاں آباد کیا کرتے ہیں اور دوسروں کے خون سے نہیں بلکہ خود اپنے ہی خون سے بے رنگ زمینوں کو رنگ بخشتے ہیں اور بے آب و گیاہ صحراؤں کو چمن زار بنا دیتے ہیں، اگر ہم وہی ہیں جو بالآخر دلوں پر فتح پاتے ہیں۔ اور روحوں کی تسخیر کرتے ہوئے خیالات اور نظریات کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیتے ہیں تو یاد رکھنا کہ آج کا دن جب کہ ہم اپنی پہلی مسجد اور پہلے مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں براعظم آسٹریلیا کی تاریخ کا عظیم ترین دن ہے۔ یہ وہ دن ہے جس کی آب و تاب گذرتے ہوئے وقت کے ساتھ بڑھتی چلی جائے گی اور وہ دن جب کیپٹن جیمز کک نے پہلی مرتبہ آسٹریلیا کی سرزمین پر قدم رکھا تھا اُس نئے دن کی روشنی کے سامنے پھیکا اور ماند پڑ جائے گا۔ وہ زمانہ بہت دور نہیں جب آسٹریلیا کے باشندے جوق در جوق اس مسجد کی زیارت کے لئے آیا کریں گے اور اس خانۂ خدا میں عبادت کرتے ہوئے اُس عظیم دن کو یاد کریں گے جب کہ اللہ کے ایک عاجز بندے نے بڑی متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ ایک چھوٹی سی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا تھا وہ اس مسجد کے صحن میں آنسو بہاتے ہوئے دعائیں دیں گے اُن سب مخلصین کو جنہوں نے اسلام کی فتح کے اس پہلے یادگاری نشان یعنی اس خانۂ خدا کی تعمیر میں مال اور جان کی قربانی پیش کی تھی اور حسرت کریں گے کہ کاش ہم بھی اُس زمانہ میں ہوتے تو ہمارا نام ان مجاہدین کی صف میں لکھا جاتا جنہوں نے آسٹریلیا میں اسلام کے غلبہ کی داغ بیل ڈالی۔

غلبۂ اسلام کی پُرشوکت پیشگوئی

آخر میں اس خطاب کو بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی اُس پُرشوکت پیش گوئی کے الفاظ پر ختم کرتا ہوں کہ :-

"اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائیگی .... ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اِس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴-۶۵)

"سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے"۔

(تبلیغ رسالت جلد ۶ صفحہ ۸)

قادیان میں شادی و رخصتانہ کی تقریب

مورخہ ۲۷/۱۰/۸۳ کو عزیز مکرم طاہر احمد صاحب عارف ابن مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف ناظر بیت المال آمد کی تقریب شادی عمل میں آئی۔ اس سے قبل موصوف کا نکاح عزیزہ مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مدرس مدرسہ احمدیہ کے ساتھ ہو چکا تھا۔

چنانچہ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں تلاوت کلام پاک اور نظم خوانی کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے اجتماعی دُعا کرائی۔ اس کے بعد بارات محترم مولوی عبد الحق صاحب فضل کے مکان پر مدرسہ تعلیم الاسلام کے برآمدے گئی۔ یہاں پر بھی رخصتانہ کی تقریب میں تلاوت کلام پاک اور نظم خوانی کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے اجتماعی دُعا کرائی۔ بعدہٗ مدعوین حضرات کی چائے و دیگر لوازمات سے تواضع کی گئی شام ۶ بجے کے قریب محترم مولوی صاحب نے اپنی بچی کو رخصت کیا۔

مورخہ ۱۸/۱۰/۸۳ کو محترم چوہدری محمود احمد صاحب عارف نے پانچ صد کے قریب احباب و مستورات کو دعوت ولیمہ میں مدعو کیا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعثِ برکت اور ثمراتِ حسنہ بنائے آمین۔ (ادارہ)

اعلانات نکاح

(۱) :- مورخہ ۱۴/ اگست ۱۹۸۳ء کو مکرم عبد الرحیم صاحب ... نے مکرم نثار احمد صاحب بٹ ابن مکرم علی محمد صاحب بٹ ناصر آباد (کشمیر) کے نکاح کا اعلان ہمراہ نسرین نور صاحبہ بنت مکرم محمد سعید اللہ صاحب میر یاری پورہ (کشمیر) کے ہمراہ مبلغ ۶۰۰۰/- روپے (چھ ہزار روپے) حق مہر کے عوض کیا۔

خوشی کے اس موقع پر جانبین کی طرف سے مبلغ ۱۰۰/- روپے احمدیہ دار التبلیغ یاری پورہ کے لئے اور مکرم محمد سعید اللہ صاحب میر نے اعانت بدر میں مبلغ ۱۰/- روپے ادا کئے۔

خاکسار میر عبد الرشید معلم وقف جدید یاری پورہ

(۲) :- مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ کلکتہ نے مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۸۳ء کو بمقام دلاور پور مونگھیر میں مسماۃ صوفیہ عبیں صاحبہ بنت مکرم عین العارفین صاحب سیکرٹری مال کے نکاح کا اعلان مکرم ظفر احمد صاحب ابن مکرم شمس العارفین صاحب ساکن میرپور بنگلہ دیش کے ساتھ بعوض مبلغ پانچ ہزار ایک روپے حق مہر پر کیا۔ احباب ہر دو نکاحوں کے باعث برکت ہونے کے لئے دُعا کریں۔

(ادارہ)

درخواستِ دُعا

خاکسار کے والد محترم بی۔ ایم بشیر احمد صاحب بنگلور بیمار ہیں احباب جماعت موصوف کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دُعا کر کے ممنون فرمائیں۔ خاکسار: بشارت احمد بنگلور

جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے آسمان پر عزت پائیں گے (کشتی نوح)

پیشکش :-
ROYALAGENCY
C.B. CANNANORE - 670001
H.D. PAYANGADI - 670303 (KERALA)
PHONE:- PAYANGADI:12 - CANNANORE: 4498

براعظم آسٹریلیا کے افق پر طلوعِ احمدیت

براعظم کا مختصر تعارف اور احمدیت کے اثر و نفوذ کی ابتدائی تاریخ

از محترم [illegible]

براعظم کا مختصر تعارف

آسٹریلیا دنیا کا سب سے چھوٹا اور ساتواں براعظم اور سب سے بڑا جزیرہ ہے جو امریکہ کی طرح نئی دنیا میں شامل ہے۔ جسے ایک ولندیزی کپتان تسمان نے سترھویں صدی عیسوی میں دریافت کیا تھا۔ اٹھارویں صدی عیسوی کے آخر میں انگریز بحری کپتانوں نے اس کے ساحل پر قدم رکھا اور پھر جلد ہی انگریزوں کی نوآبادیاں اس میں قائم ہو گئیں۔ آسٹریلیا پہنچنے والے اولین یورپین آبادکار اس مقام پر اترے جہاں اب سڈنی (SYDNEY) کا مشہور شہر آباد ہے۔ یہ ۲۶ جنوری ۱۷۸۸ء کا دن تھا جسے اب قومی دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اگرچہ آسٹریلیا کا دارالحکومت کینبرا ہے (Canberra) مگر آبادی کے لحاظ سے ملک کا سب سے بڑا شہر سڈنی ہی ہے ۱۹۶۵ء کی مردم شماری کے مطابق اس کی آبادی ۲۲ لاکھ ۹ ہزار چھ سو تھی[1]۔

۱۹۶۴ء میں آسٹریلیا کی آبادی ایک کروڑ تیس لاکھ اٹھ ہزار پانچ سو ساٹھ اور جون ۱۹۶۸ء میں آسٹریلیا کی کل آبادی ایک کروڑ بیالیس لاکھ پچاس ہزار ریکارڈ کی گئی اس براعظم کی اکثر آبادی پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی ہے۔ سالہا سال تک آسٹریلیا چرچ براہ راست بشپ آف لندن کے تحت رہا مگر ۱۸۱۴ء میں آسٹریلیا کو کلکتہ بشپ کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا۔ ۱۸۳۶ء میں آسٹریلیا کے ولیم گرانٹ بروٹن (William Grant Broughton) نے ڈائیوسیس آف آسٹریلیا Diocese of Australia کی بنیاد رکھی۔ اور ۱۸۴۷ء میں اُسے سڈنی کا بشپ بنا دیا گیا جبکہ ملبورن Melbourne ایڈیلیڈ (Adelaide) اور نیوکیسل (New castle) کی ڈائیوسیس کے علیحدہ بشپ مقرر ہوئے۔ چرچ کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۶۱ء میں عیسائیوں کی تعداد ۲۹ لاکھ ۸۳ ہزار تک ریکارڈ کی گئی ہے[2]۔

آسٹریلیا میں مسلمانوں کا داخلہ

آسٹریلیا میں سب سے پہلے افغان قوم کے مسلمان داخل ہوئے۔ چنانچہ ۱۸۶۳ء کے قریب آسٹریلیا کے بعض یورپین سرمایہ داروں کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ایشیائی قوم میں سے ایسے لوگ آسٹریلیا لائے جائیں جن سے ملک کو آباد کر سکیں۔ اس مقصد کے لئے ایلڈر سمتھ اینڈ کمپنی ایڈیلیڈ (Elder Smith & Co Adelaide) نے بمبئی گورنمنٹ سے خط و کتابت شروع کی کہ کچھ افغانان جو اونٹ چلانے کا کام جانتے ہوں ہمیں سال کے لئے یہاں روانہ کئے جائیں جس پر کمشنر سندھ نے کراچی میں خان بہادر مراد خان سے جو اس زمانہ میں ایک نہایت معزز افغان رئیس سمجھے جاتے تھے رابطہ قائم کیا اور موزوں افغانوں کی بھرتی کا کام ان کے سپرد کیا۔ خان بہادر موصوف نے بڑی مشکل سے ایسے افغانوں کو جو بہترین قوم سے تعلق رکھتے تھے آسٹریلیا کی طرف جانے کے لئے تیار کیا۔ اس زمانہ میں آسٹریلیا کو دخانی جہاز نہیں جاتے تھے بلکہ بادبانی جہاز کراچی اور بمبئی سے سال میں دو یا تین دفعہ روانہ کئے جاتے تھے چنانچہ یہ لوگ قریباً تین مہینے میں کراچی سے ایڈیلیڈ ساؤتھ آسٹریلیا میں پہنچے پھر دوسری بھرتی کے لئے کم و بیش پچیس آدمی کراچی سے منتخب کئے گئے۔ یہ لوگ بھی افغان تھے۔ اسی طرح تین تین سال کے بعد دو اور بھرتیاں افغانوں کی گئیں۔ اب افغانوں کو وہ ملک پسند آیا۔ اور بہت سے لوگ خود بخود ادھر جانے لگے اس عرصہ میں دخانی جہاز بھی آسٹریلیا کی طرف چلنے لگے۔

(مقالہ حضرت صوفی حسن موسیٰ مطبوعہ پیغام صلح لاہور ۱۹؍ ۵ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

افغانوں کے بعد پنجابی، سندھی، بلوچی، مکرانی، اور بنگالی بلکہ بعض عرب مسلمانوں نے بھی آسٹریلیا کی طرف رخ کرنا شروع کیا اور آہستہ آہستہ وہیں بود و باش اختیار کر لی۔

آسٹریلیا کے پہلے احمدی

ان افغانوں میں سے جو ابتداءً میں سندھ سے آسٹریلیا تشریف لے گئے نواب مراد خان مرحوم کے عزیز اور حاجی موسیٰ خان کے ایک صاحبزادے حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحب بھی تھے۔ جو پہلے کان کنوں کے لئے رسد کے قافلوں کے منیجر تھے اور بعد ازاں نیوزایجنٹ بک سیلر اور سٹیشنر کے فرائض انجام دیتے رہے آپ کی رہائش پرتھ شہر (95, BRISBANE STREET PERTH) میں تھی آپ مسلمانوں کی تنظیم اور ترقی و بہبود کے لئے کمال جانفشانی کے ساتھ سرگرم عمل رہتے تھے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آسٹریلیا میں مقیم مسلمانوں کے چیدہ نمائندوں نے ۲۰ اگست ۱۹۰۳ء کو پرتھ میں ایک عظیم الشان مسجد کی تعمیر کے لئے ایک کمیٹی تجویز کی تو آپ کو بھی اس کا ممبر بنایا گیا اور دی محمڈن مسجد آف پرتھ (The Mohammedan Mosque) کے نام سے جو پہلا رجسٹرڈ ادارہ مسلمانان آسٹریلیا کی جدوجہد سے معرض وجود میں آیا اس کے آنریری سیکرٹری حضرت صوفی حسن موسیٰ صاحب ہی منتخب ہوئے۔ یہ پرتھ آسٹریلیا میں مسلمانوں کی پہلی مسجد تھی جو ۱۹۰۵ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ حضرت صوفی صاحب وہ خوش نصیب بزرگ اور تاریخی شخصیت ہیں جنہیں اس براعظم میں سب سے پہلے تحریک احمدیت سے وابستہ ہونے کی سعادت نصیب ہوئی و ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔

حضرت حسن موسیٰ خان صاحبؓ کی بیعت

حضرت حسن موسیٰ خان صاحبؓ نے ستمبر ۱۹۰۳ء میں جبکہ آپ آسٹریلیا میں تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بیعت کا خط لکھا جس کی منظوری کی اطلاع دیتے ہوئے حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ نے آپ کو حسب ذیل مکتوب لکھا

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی

مخدومی مکرم [illegible]

السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ

آپ کا خط [illegible] کا پہنچا [illegible] آپ کے بھائی صاحب [illegible] صاحب سے آپ کا ذکر [illegible] ہوا ہے حضرت اقدس [illegible] اور [illegible] بہت خوش ہوئے ہیں۔ اور آپ کے حق میں دعا فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ آپ کو دینی اور دنیاوی برکات دے اور آپ کی ہدایت اور تبلیغ سے بہتوں کو فائدہ دے۔ اور ایک جماعت کے قلوب کو اس سلسلہ کی طرف متوجہ کر دے۔ آمین

درخواست بیعت آپ کی حضرت اقدسؑ نے قبول فرمائی ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ نمازوں کو سنوار کر ادا کریں۔ استغفار بہت پڑھتے رہیں۔ تقویٰ۔ طہارت اللہ رسولؐ کی سچی فرمانبرداری میں کوشش کریں نمازوں میں اور رات کو تہجد میں دعائیں کریں اور یقیناً یاد رکھیں کہ دونوں جہاں کے خزانے صرف خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں جس کو چاہے وہ دے اور جس سے چاہے وہ روک دے، اسی سے مانگیں اسی سے امید رکھیں۔ اسی سے ڈریں، اپنا کامل توکل اور بھروسہ اسی پر رکھیں۔ حضرت اقدسؑ کی تصانیف کا مطالعہ کرتے رہیں۔ ہم کو اس بات سے بہت خوشی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسے دور دراز اور اجنبی ملک میں اس سلسلہ کی سچائی اور صداقت کو کس طرح آپ کے دل پر کھول دیا ہے یہ محض اسی کا فضل ہے۔

چونکہ بیعت کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس سلسلہ دینی کو حسب استطاعت خدا اس قدر کہ اکراہ نہ ہو، مالی امداد دے۔ اس لئے آپ کو لکھا جاتا ہے کہ حسب توفیق چندہ ماہواری سے لنگر و مدرسے میں امداد دیں والسلام مع الاکرام خط کی رسید سے مطلع فرمائیں۔ ۳؍ اکتوبر ۱۹۰۳ء قادیان۔

آپ کے بھائی صاحب کو کچھ کتابیں ارسال کی گئی ہیں کہ وہ آپ کو ارسال کر دیں

خاکسار عبدالکریم کاتب خطوط"

(رسالہ اصحاب احمد قادیان جلد ۲ ص ۲۸ — ۲۹۔ ایڈیٹر ملک صلاح الدین ایم اے)

حضرت صوفی صاحب تبلیغ احمدیت میں مصروف تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہو گیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا نورالدین بھیروی مسند خلافت پر متمکن ہوئے جس پر آپ نے آسٹریلیا سے ۵؍ جولائی ۱۹۰۸ء کو بیعت خلافت کا مکتوب حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں لکھا یہ بیعت نامہ آپ کے بچوں کی طرف سے بھی تھا جن کے نام یہ ہیں۔ عبدالحمید خان صاحب۔ مریم شرف النساء بیگم صاحبہ۔ فاطمہ امۃ اللہ صاحبہ۔

(رسالہ اصحاب احمد جلد ۲، ۳ ص ۲۶ — ۲۷)

آپ کی ابتدائی دینی و تبلیغی خدمات جو آپ نے آسٹریلیا میں انجام دیں ناقابل فراموش

---

[1] (COLLIER'S ENCYCLOPEDIA VOL 3 PAGE 243-247

[2] (Encyclopaedia of Britannica VOL 2 page 561

ہیں اور حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے ان پر اظہار خوشنودی فرمایا۔

خلافتِ ثانیہ میں تبلیغی خدمات

پھر ۱۹۱۴ء سے ۱۹۲۹ء کے دوران آپ نے جو شاندار تبلیغی خدمات سرانجام دیں وہ بھی قابل ذکر ہیں چنانچہ آپ نے پرتھ ایڈیلیڈ اور برسبین میں مخصوصاً اور آسٹریلیا کے باقی حصوں میں عموماً دورے کئے اور تبلیغ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ آپ کا بے پناہ جذبہ تبلیغ جنون کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ آپ نے کئی ایک رومن کیتھولک فرقہ کے پادریوں سے بھی گفتگو کی جب وہ وفات مسیحؑ اور قبر مسیح کے حالات سنتے تو دنگ رہ جاتے آپ کی تبلیغ سے متعدد افراد سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ آسٹریلیا میں آباد مسلمانوں پر آپ کی شاندار خدمات کا گہرا اثر تھا اور وہ آپ کو اسلام کا مخلص خادم تسلیم کرتے تھے۔

حضرت صوفی حسن موسیٰ صاحب کے بعد

حضرت صوفی حسن موسیٰ صاحب نے ۱۹۲۹ء میں انتقال کیا (الفضل ۲۸ دسمبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۸۵) اور پرتھ شہر (PERTH) میں دفن کئے گئے آپ کی وفات کے بعد کچھ عرصہ تک جناب منیر احمد صاحب پرتھ میں آنریری طور پر تبلیغ اسلام کا کام کرتے رہے۔ جس کے جلد بعد دوسری جنگ عظیم چھڑ گئی جو اگست ۱۹۴۵ء کو ختم ہوئی۔ خاتمہ جنگ کے ٹھیک دو سال بعد برصغیر کی تقسیم عمل میں آگئی اور حضرت مصلح موعودؓ ۳۱ اگست ۱۹۴۷ء کو ہجرت کرکے پاکستان تشریف لے آئے حضور کی فقید المثال قیادت میں جماعت کی از سر نو تنظیم ہوئی اور ربوہ جیسا عظیم الشان مرکز قائم ہوا۔ اس درمیانی عرصہ میں آسٹریلیا میں تبلیغ احمدیت کا فریضہ کس کس بزرگ نے ادا کیا؟ اور کس طرح اس دور افتادہ ملک میں اسلام اور احمدیت کے جھنڈے کو بلند رکھنے کی جدوجہد جاری رکھی؟ اس کی تفصیلات تحریک جدید کے مرکزی ریکارڈ میں موجود نہیں۔ البتہ یہ ضرور پتہ چلتا ہے کہ ۱۹۵۲ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر آسٹریلیا میں مبلغ بھجوانے کی کوشش کی گئی مگر حکومت سے اجازت نہ مل سکی۔

۱۹۵۳ء میں پاکستان سے آنے والے حسب ذیل احمدی آسٹریلیا میں موجود تھے اور اپنے حلقہ کے مطابق زبانی اور تحریری دونوں طریق سے تبلیغ کر رہے تھے ۱۔ مکرم حفیظ احمد صاحب گنا جونیئر ۲۔ مکرم شادی خان صاحب ۳۔ مکرم ... صاحب شیرازی ۴۔ مولانا قمر الدین صاحب ... (سنڈنی) ۔ اپریل ۱۹۵۳ء کی ایک رپورٹ میں درج ہے کہ سڈنی کی پبلک لائبریری میں ٹیچنگ آف اسلام (Teaching of Islam) ...

اور انگریزی ترجمہ قرآن کریم رکھوایا گیا۔ اسی طرح رسالہ ریویو بھی جاری کروایا گیا۔ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۲ء تک کی جو رپورٹیں تحریک جدید کے ریکارڈ میں موجود ہیں۔ ان میں نہایت مخلص احمدی جناب خواجہ امیر بخش صاحب اور جناب حمید احمد صاحب کی مساعی جمیلہ کا بھی ذکر ملتا ہے اور ان مجاہدوں کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔

خلافت ثالثہ کا انقلابی دور اور آسٹریلیا کی تاریخ

احمدیت کا ایک نیا اور انقلابی دور خلافت ثالثہ کے عہد مبارک سے شروع ہوتا ہے جبکہ ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب (سابق پرنسپل ڈینٹل کالج لاہور و قائد خدام الاحمدیہ لاہور) آسٹریلیا تشریف لے گئے۔ جماعت آسٹریلیا منظم ہوئی اور تبلیغی اجلاسوں اور نمازوں میں باقاعدگی ہونے لگی۔ سڈنی اور ایڈیلیڈ شہر میں افراد جماعت پہلے سے زیادہ فعال ہو گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی ہدایت کے مطابق آسٹریلیا کا پہلا نمائندہ جلسہ سالانہ کی برکات حاصل کرنے کے لئے ربوہ میں پہنچا اور حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایمان افروز تقریر بموقع جلسہ سالانہ ۱۹۷۸ء اور خطبہ جمعہ کی کیسٹ جماعت کے نمائندہ ظفر اللہ صاحب کے ذریعہ آسٹریلیا پہنچی جسے سن کر احباب جماعت نے اپنی روح کو زندہ اور اپنے ایمان کو تازہ کیا۔ اسی دور میں جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا قانون (CONSTITUTION) مرتب ہوا اور محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر تحریک جدید نے یہ ہدایت جاری فرمائی کہ مرکز سے جو مبلغ بھی جزائر فجی وغیرہ ممالک کی طرف بھجوائے جائیں ان کا پروگرام اس طرح مرتب کیا جائے کہ کچھ عرصہ آسٹریلیا میں بھی قیام فرمائیں اور جماعت کی تبلیغ اور تربیت میں مدد کریں۔ (مراسلہ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۸۰ء)

احمدیہ مسلم مسجد کی تعمیر کیلئے زمین کی منظوری

مگر اس بابرکت دور کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی طرف سے سڈنی (SYDNEY) میں احمدیہ مسجد کی تعمیر کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست پہنچی جسے حضور نے از راہ شفقت شرف قبولیت بخشا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا نے مخلص جماعت سے مشورہ کے بعد ۵ جنوری ۱۹۸۱ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت اقدس میں تحریری درخواست ارسال کی کہ سڈنی جنوب مشرقی دنیا میں بہت اہم شہر اور سیاسی اور تمدنی اور اقتصادی مرکز ہے اور آسٹریلیا کی قریباً ایک چوتھائی آبادی یہاں آباد ہے اور یہ شہر بہت پھیل رہا ہے۔ شہر کے مرکز میں بالموقع پلاٹ موزوں قیمتوں میں فروخت ہو رہے ہیں۔ ہمیں اجازت دی جائے کہ آسٹریلیا کے مخلص احمدیوں سے زمین کی خرید کے لئے چندہ جمع کیا جا سکے۔ کئی

مراحل سے گذرنے کے بعد ۱۵ اگست ۱۹۸۱ء کو محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ نے یہ درخواست سفارش کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے حضور پیش کی جس پر حضور رحمہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے "منظور ہے" کے الفاظ رقم فرمائے۔ اس منظوری کے بعد جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی طرف سے زمین کے خریدنے اور تعمیر کے لئے قرض کی درخواست کی گئی۔ اسی دوران میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا وصال مبارک ہو گیا اور ۱۰ جون ۱۹۸۲ء کو خلافت رابعہ کا تاریخ ساز عہد شروع ہوا۔ اور براعظم آسٹریلیا کی اسلامی و روحانی تاریخ کے ایک نئے باب کا ورق اُلٹنے کا وقت قریب آگیا۔

"مسلم آسٹریلیا" کے آفاقی تخیل کا عملی تشکیل آغاز

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بشارت کے شاندار افتتاح کے بعد مرکز احمدیت میں تشریف لائے تو حضور کی خدمت میں ۱۴ نومبر ۱۹۸۲ء کو جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب امیر جماعت آسٹریلیا نے سڈنی سے جماعت آسٹریلیا کے کوائف ارسال کئے جن کا خلاصہ یہ تھا کہ ہم یہاں ۲۸ مرد ۲۳ مستورات، اور ۲۴ بچے ہیں کل بہتر احمدی سڈنی ملبورن اور ایڈیلیڈ میں رہائش رکھتے ہیں اور یہ تینوں شہر قریباً ایک ایک ہزار کلو میٹر کے فاصلہ پر ہیں۔ سب سے زیادہ احمدی سڈنی میں ہیں ان میں سے پندرہ سولہ افراد فجی سے ہیں، ایڈیلیڈ میں مکرم میر احمد ساجد صاحب اور شادی خان صاحب مرحوم کے بیٹوں میں بہت مخلص ہیں جماعت نے ایک پریس بھی خریدا ہوا ہے جس پر ہر مہینہ ایک سرکلر چھاپا جاتا ہے ہماری تنظیم تین سال سے ہے اس عرصہ میں وصیت، چندہ عام، تحریک جدید، جوبلی فنڈ وغیرہ جتنی رقوم ہوتی ہیں اُن کو جمع کر رہے ہیں قریباً بیس ہزار ڈالر جمع ہو چکے ہیں۔ اس تمہید کے بعد عرض کی کہ ہم نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ اگر ہمیں کچھ رقم مرکز بطور قرض دے دے تو ہم زمین کی قیمت نقد ادا کر دیں گے۔ اور پھر مرکز کو قسط وار ادا کریں گے۔ (ملخص) حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اس پر ۳۰ نومبر ۱۹۸۲ء کو تحریک جدید کو ارشاد فرمایا کہ "آسٹریلیا کی طرف توجہ دیں۔ وہاں مبلغ کے لئے بھی فوری کوشش ہونی چاہیئے اسے نظر انداز کئے کافی دیر ہو چکی ہے۔ ایسی متفرق جماعتیں جہاں دعاۃ احمدی مشن نہیں بنا سکے اُن کے ذمہ آسٹریلیا مشن کا کام ڈالا جا سکتا ہے" حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس تحریک خاص پر مخلص جماعت نے ایسے والہانہ انداز میں لبیک کہا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ حضور نے ۳۰ نومبر ۱۹۸۲ء کو مزید ہدایت جاری فرمائی کہ ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب آسٹریلیا کے متعلق ابتدائی جائزہ لیں جلد از جلد وہاں مشن کے قیام کا منصوبہ مکمل ہونا چاہیئے زمین بیس پچیس ایکڑ سے کم نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے خلیفہ

برحق کی اس خواہش کو چند مہینوں کے اندر اندر پورا کرنے کے سامان کر دیئے اور سڈنی سے تقریباً پچاس میل کے فاصلہ پر مسجد اور مشن ہاؤس کیلئے ستائیس ایکڑ سے کچھ زائد رقبہ قریباً ڈیڑھ لاکھ ڈالر پر خرید لیا گیا (الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۸۳ء صفحہ ۸) اس ابتدائی مرحلہ کی تکمیل ہو چکی تو دعاؤں کے بعد حضور نے براعظم آسٹریلیا کی اس پہلی تاریخی احمدیہ مسلم کے سنگ بنیاد کی تاریخ ۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء تجویز فرمائی اور براعظم آسٹریلیا کو یہ اعزاز عطا کرنے کا بھی فیصلہ فرمایا کہ حضور بنفس نفیس مشرق بعید کا سفر اختیار فرمائیں گے اور اس تاریخی مسجد اور مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا مبارک دورہ مشرق بعید

چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق ہمارے محبوب امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ربوہ سے ۲۲ اگست ۱۹۸۳ء کو روانہ ہوئے اور چند روز کراچی و سندھ میں رونق افروز رہنے کے بعد ۸ ستمبر کو سنگاپور میں تشریف لے گئے اور پھر فجی کو اپنے مبارک قدموں سے برکت دینے اور علمی اور دینی اور تربیتی برکات سے مالا مال کرنے کے بعد ۳۰ ستمبر کو آسٹریلیا کی اس پہلی احمدیہ مسلم مسجد اور مشن ہاؤس کی بنیادی اینٹ اپنے مبارک ہاتھوں سے نصب فرمادی ہے یہ مہتم بالشان تقریب پورے عالم اسلام کے لئے جشن عید سے کم نہیں کیونکہ سڈنی ہی وہ شہر تھا جہاں سے لنڈن اور دوسرے علاقوں سے آئے ہوئے پادری اور منّاد آسٹریلیا کے دوسرے علاقے میں پھیلائے گئے تھے اور اب خدا نے ایسا انقلاب رونما کرنے کا سامان پیدا کر دیا ہے کہ عنقریب اسی شہر کی مسجد کے مینار سے

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

کی پرشوکت آواز بلند ہوگی اور پھر وہ وقت بھی آجائے گا جب کہ براعظم آسٹریلیا کے تمام بسنے والوں کے قلوب واذہان قرآن، دعا اور اخلاق کے روحانی ہتھیاروں سے فتح کر لیئے جائیں گے اور اس کے گوشے گوشے پر خدا اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آسمانی حکومت قائم ہو جائے گی۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

(تلخیص از الفضل ۲۹/۹/۸۳)

بدر کی اعانت و توسیع اشاعت ہر احمدی کا قومی فریضہ ہے

سانڈھن میں

جماعت ہائے احمدیہ اُترپردیش کی سترھویں صوبائی سالانہ کانفرنس کا انعقاد

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے مسجد محمود سانڈھن کا افتتاح فرمایا۔ دو افراد کا قبول حق

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی عبد الرشید صاحب ضیاء مبلغ سلسلہ احمدیہ متعینہ شاہجہانپور

امسال نظارت دعوۃ و تبلیغ کی ہدایت کے مطابق جماعتہائے احمدیہ اُترپردیش کی سترھویں صوبائی سالانہ کانفرنس سانڈھن کے تاریخی موضع میں مورخہ ۸، ۹ اکتوبر کو انعقاد کرنے کا فیصلہ ہوا۔ اور حسب ہدایت مکرم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کانفرنس کے کاموں کی تکمیل کے لئے استقبالیہ کمیٹی حسب سابق بنائی گئی۔ اور سانڈھن کانفرنس کے لئے مکرم ماسٹر ریاض احمد خان صاحب ایم اے کو صدر مجلس استقبالیہ اور مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ مقیم سانڈھن کو سیکرٹری اور مکرم لیاقت علی خان صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کو سیکرٹری ضیافت مقرر کیا گیا۔

کانفرنس کی تشہیر

کانفرنس کی تشہیر کے لئے پوسٹر، ہینڈ بل اور دعوتی کارڈ کثرت سے شائع کر کے تقسیم کرائے گئے۔ اسی طرح نظارت دعوۃ و تبلیغ نے جماعتوں کو بذریعہ سرکلر کانفرنس کی تاریخوں سے اطلاع کر دی۔

مہمانان کرام کی آمد

کانفرنس میں شرکت کے لئے مہمانان کرام مقررہ تاریخوں سے قبل ہی آنے شروع ہوئے اور درجہ ذیل جماعتوں سے کافی تعداد میں مہمانان کرام تشریف لائے۔

راٹھ۔ مسکرا۔ صالح نگر۔ مین پوری۔ بھوگاؤں کانپور۔ شاہجہانپور۔ امروہہ۔ علی گڑھ اور ارد گرد کے دیہات سے کثیر تعداد میں غیر مسلم اور مسلم احباب بھی شریک ہوئے۔

مورخہ ۸ اکتوبر ۸۳ء کو پونے بارہ بجے کے قریب مرکز سلسلہ سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ، مکرم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی ناظر دعوۃ و تبلیغ مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل ناظر امور عامہ و مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ متھرا سے بذریعہ کار سانڈھن تشریف لائے۔ استقبالیہ کمیٹی نے معزز مہمانوں کا اُن کے شایانِ شان استقبال کیا۔

افتتاح مسجد محمودؓ :- سانڈھن

تاریخ احمدیت میں ایک خاص مقام رکھتا ہے اور اس علاقہ میں ۱۹۲۲ء سے اب تک بفضلہ تعالیٰ مبلغین سلسلہ خدمت اسلام کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔ اور جماعت کے محبوب آقا سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے نومبر ۱۹۲۲ء میں یہاں آکر اس تاریخی مقام پر خطاب فرمایا تھا۔ اور تبلیغ اسلام کے لئے موضع سانڈھن کو سنٹر مقرر فرمایا تھا۔ آج تک یہاں جماعت کی الگ مسجد نہیں تھی بلکہ ایک مکان میں جو دفتر کے نام سے موسوم تھا۔ اُسی میں نمازیں ادا کی جاتی تھیں مگر امسال یہاں زر کثیر صرف کر کے مرکز سلسلہ کی زیر نگرانی "مسجد محمودؓ" کی تعمیر ہوئی۔ اس پہلی احمدیہ مسجد کا افتتاح ۲½ بجے دن محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے مبارک ہاتھوں سے عمل میں آیا۔ بعدہٗ نماز ظہر و عصر اجتماعی طور پر ادا کی گئی اور استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی۔ جس کا آغاز مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ظفر کی نظم سے ہوا۔

بعدہٗ مکرم برکت اللہ خانصاحب نے محترم ناظر صاحب اعلیٰ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے سانڈھن کی تاریخ احمدیت میں اہمیت اور سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی ۱۹۲۲ء میں آمد اور آپ کے اجراء کردہ پرائمری اسکول اور دیگر امور کا تذکرہ کرتے ہوئے مرکز سلسلہ کا شکریہ ادا کیا کہ مرکز نے جماعت کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں پر مسجد کی تعمیر فرمائی۔ اور اسی طرح آنمحترم اور دیگر بزرگان سلسلہ کی سانڈھن میں تشریف آوری پر خوش آمدید کہا۔

بعدہٗ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی ناظر دعوۃ و تبلیغ نے تعارفی خطاب فرمایا۔

بعدہٗ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ نے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے مسجد احمدیہ سانڈھن، اور سانڈھن کی تاریخ احمدیت میں اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے شُدھی کے دور میں سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کے اسلام کے لئے دفاع اور علاقہ ملکانہ میں جماعتی کاموں کا تذکرہ فرمایا۔ اور اسی طرح اس مسجد کی اہمیت بیان کی اور اس کی آبادی کے تعلق سے افراد جماعت کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اچھا نمونہ دوسروں کے لئے بننے کی تلقین کی۔ اور اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آخر میں دُعا پر یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

شبینہ اجلاس

کانفرنس کے پہلے روز کا شبینہ اجلاس ۸½ بجے مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل ناظر امور عامہ کی زیر صدارت شروع ہوا۔ مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ کی تلاوتِ قرآن اور مکرم آفتاب احمد خانصاحب آف کانپور کی نظم کے بعد خاکسار عبد الرشید ضیاء مبلغ سلسلہ کی تقریر "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور جماعت کے ذریعہ تبلیغ اسلام" کے موضوع پر ہوئی۔ بعدہٗ مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق باللہ اور حضرت امام مہدیؑ کے ظہور اور آپؐ کی پیشگوئیوں کا ذکر مدلل رنگ میں بیان فرمایا۔ موصوف کی تقریر کے بعد مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل ناظر دعوۃ و تبلیغ نے "وید اور شاستروں کی روشنی میں بانیٔ اسلامؐ کے ظہور کے بارہ میں" تقریر کرتے ہوئے اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور آخری زمانہ کے حالات کے بارہ میں اور کلکی کے اوتار کے تعلق سے نہایت ہی دلنشین تقریر فرمائی۔ اس اجلاس میں کثرت سے مسلم و غیر مسلم احباب نے شرکت کی۔ بعدہٗ مکرم صدر جلسہ نے احسن رنگ میں سامعین جلسہ کو اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دی، اور ۱۱ بجے یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ پیشوایان مذاہب

مورخہ ۹ اکتوبر کو جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد زیر صدارت محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و مہمان خصوصی شری مدن سنگھ صاحب ایم۔ ایل۔ اے۔ پرائمری اسکول کے احاطہ میں منعقد ہوا۔

مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل کی تلاوت اور مکرم ظفر اللہ خانصاحب کی نظم کے بعد محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے جلسہ پیشوایان مذاہب کی غرض و غائیت بیان کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کا تعارف اور سانڈھن کی بستی سے جماعت کے تعلق پر روشنی ڈالی۔ بعدہٗ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات اور آپؐ کے اخلاق فاضلہ پر جامع و مدلل تقریر کرتے ہوئے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے اہم واقعات بیان فرمائے۔

موصوف کی تقریر کے بعد ماسٹر گینتی لال نے شری کرشن جی مہاراج کے بارہ میں تقریر کی۔ اس دوران عزیز اسد اللہ اور عزیز زبیر احمد نے نظمیں سُنائیں۔

بعدہٗ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل ناظر دعوۃ و تبلیغ نے "موعود اقوام عالمؑ" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے وید اور دیگر مذہبی کتب کی روشنی میں آنے والے موعود کی بعثت اور اس کے نشانات پر وید، گیتا اور قرآن کریم کی روشنی میں وجد آفرین تقریر فرمائی۔ اور نہایت ہی وضاحت سے ثابت کر دیا کہ وہ آنے والا موعود مسلمانی جامہ میں قادیان پنجاب کی مقدس بستی میں ظاہر ہو چکا ہے۔ اور اب اسی کی جماعت میں شامل ہو کر دُنیا امن اور شانتی حاصل کر سکتی ہے۔

بعدہٗ شری پرشوتم لال اگروال نے ہندو دھرم کے بارہ میں تقریر کی موصوف کی تقریر کے بعد مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل نے "اسلام اور امن عالم" کے موضوع پر حالات حاضرہ کی روشنی میں مدلل و جامع تقریر فرمائی اور واضح کیا کہ اب اگر دُنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف اسلام کی تعلیم پر ہی چل کر حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی قومی یکجہتی اور روا داری پر عمدہ رنگ میں روشنی ڈالی۔ موصوف کی تقریر کے بعد آج کے اس اجلاس کے مہمان خصوصی علاقہ کے ایم۔ ایل۔ اے شری مدن سنگھ صاحب نے تقریر کی۔ موصوف نے آج کے اس اجلاس کی سراہنا کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے آج کے دن بہت خوشی ہوئی کہ میں اس اجلاس میں شامل ہوا جس سے یہ معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے۔ اور امن عالم کا قیام کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔ اور کہا کہ اگر ہم اس راستہ اور تعلیم کو اپنائیں جو آج کے جلسہ میں بیان ہوئی ہے تو وہ دن دُور

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۲ پر)

احمدی مستورات ترقی کی راہوں پر

لجنہ اماء اللہ قادیان کا چھٹا اور ناصرات الاحمدیہ قادیان کا ۱۶واں کامیاب سالانہ اجتماع

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی کے روح پرور پیغامات ۔ اور علمی، دینی، ورزشی مقابلہ جات کا دلچسپ پروگرام

رپورٹ مرتبہ مکرمہ لبشریٰ طیبہ صاحبہ غوری و مکرمہ امۃ اللطیف صاحبہ رپورٹرز لجنہ اماء اللہ قادیان

الحمدللہ! کہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ اماء اللہ قادیان کو اپنا چھٹا اور ناصرات الاحمدیہ قادیان کو اپنا ۱۶واں سالانہ اجتماع ۹-۱۰ اور ۱۱ اکتوبر کی تاریخوں میں منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

مقام اجتماع

نصرت گرلز اسکول کے صحن کو مقام اجتماع بنایا گیا تھا۔ مکرم و محترم بدرالدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ نے اس سلسلہ میں تعاون کیا۔ اور شامیانہ وقناتیں لگانے کا انتظام کیا۔ شامیانہ کے اندر حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور اشعار اور ارشادات خلفاء کرام کے تغلعات لگا کر تزئین کی گئی۔ کرسیوں اور دریوں کا انتظام بھی معقول تھا۔ روشنی کے لئے ٹیوب لائٹس کا بندوبست کیا گیا تھا۔

پہلا دن ۔ افتتاحی اجلاس

پہلے دن مورخہ ۹/۱۰/۸۳ کو صبح ٹھیک ۹ بجے محترمہ حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی زیر صدارت پہلے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ مکرمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ نے تلاوت قرآن کریم کی۔ ازاں بعد محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ نائب صدر لجنہ نے عہد نامہ دہرایا۔ پھر محترمہ صدر صاحبہ نے دُعا کروائی۔ بعد دعا عزیزہ مبشرہ فضل نے درثمین سے نظم پڑھی۔ نظم کے بعد محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ قادیان نے محترمہ حضرت سیدہ اُم متین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کا پیغام برموقعہ سالانہ اجتماعات لجنات بھارت اکتوبر ۱۹۸۳ء بزبان لہ سنایا۔ پیغام کے بعد محترمہ حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان نے بہنوں سے افتتاحی خطاب فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آپ نے لجنہ قادیان کے چھٹے سالانہ اجتماع کے منعقد ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ آج اجتماع کے بعد ہر بہن عہد نامہ کے مطابق یہ عہد کر کے اُٹھے کہ اس نے اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا ہے۔ لجنہ کے ہر شعبہ کو بیدار رکھنا ہے۔ اپنے ہمسایوں کو اپنی اولاد کو بیدار رکھنا ہے۔ سالانہ لائحہ عمل اس لئے دیا جاتا ہے کہ بچیوں کو دین کا علم آئے۔ قرآن سیکھیں۔ خوش الحانی سے قرآن پڑھنا دل پر بے حد اثر کرتا ہے۔ اس میں شوق سے حصہ لیں۔ نظم خوانی کا مقابلہ کرانے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کرام کا کلام بچیوں کو زبانی یاد ہو جائے۔ اور مقابلہ تقاریر کا یہ مقصد ہے کہ بچیاں اچھی مقرر بن سکیں۔ ذہنی مقابلہ جات اور کھیلوں کا پروگرام اس لئے ہے تا ذہن تیز ہوں اور جسمانی صحت ٹھیک ہو۔ اگر لائحہ عمل کے مطابق صحیح رنگ میں آپ تیاری کریں گی تو آئندہ تبلیغ کے لئے آہستہ آہستہ تیار ہوتی جائیں گی۔

پھر آپ نے بہنوں کو اُن کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اجتماعی کاموں میں برکت ہوتی ہے۔ اس میں زیادہ سے زیادہ شامل ہوں۔ دوسرے خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق رکھیں دُعائیں ہر وقت لگی رہیں۔ پھر آپ نے لجنہ کا چندہ بڑھا کر شادی شدہ ممبرات کے لئے ایک روپیہ اور غیر شادی شدہ ممبرات کے لئے ۵۰/- پیسے اور ناصرات الاحمدیہ کا چندہ ۵۰/- پیسے ماہوار کرنے کا اعلان فرمایا۔

اس کے بعد عزیزہ راشدہ رحمٰن نے نظم "ایک پیارا چل دیا اور ایک پیارا مل گیا" خوش الحانی سے سنائی۔

اس کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے قرآن مجید کا درس دیا۔ آپ نے سورۃ ابراہیم کی آیت ۲۲ تا ۲۸ تلاوت کیں اور ان کی جامع تفسیر بیان فرمائی۔

درس کے بعد محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان نے لجنہ اماء اللہ قادیان کی سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی۔

مقابلہ حسن قرأت

علمی مقابلہ جات میں سب سے پہلے حسن قرأت کا مقابلہ ہوا۔ اس میں ۱۲ لڑکیوں نے حصہ لیا۔ مندرجہ ذیل ممبرات نے پوزیشن حاصل کی۔

اوّل:۔ مکرمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ۔ دوئم۔ عزیزہ مبشرہ فضل۔ سوئم۔ عزیزہ وحیدہ سلطانہ اور عزیزہ امۃ المنان۔

مقابلہ نظم خوانی

اس میں ۱۸ لڑکیوں نے حصہ لیا۔ جس میں مندرجہ ذیل نے پوزیشن حاصل کی۔

اوّل:۔ عزیزہ مبارکہ شاہین۔ دوئم:۔ مکرمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ۔ سوئم:۔ عزیزہ صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ۔

دوسرا اجلاس

بعد نماز ظہر و عصر دوسرا اجلاس محترمہ خورشید بیگم صاحبہ کی صدارت میں عزیزہ امۃ النصیر سلطانہ کی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ بعد ازاں عزیزہ امۃ الحیٔ نے نظم سُنائی۔ بعدہٗ محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ نے بعنوان "سیرۃ حضرت ام المومنینؓ" تقریر کی۔ آپ نے حضرت سیدہ ام المومنینؓ کی حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ شادی اور مبشر اولاد کے متعلق بتایا۔ پھر آپ کے اوصاف بچوں کی بہترین تربیت کرنے کا طریق، جھوٹ سے نفرت، بیماروں کی عیادت ان کی دعا اور دوا سے مدد، غرباء کی امداد اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور آپ کی قرآن کریم سے محبت سے متعلق واقعات سُنائے۔

مقابلہ حفظ قرآن

اس کے بعد حفظ قرآن کا مقابلہ ہوا جس میں ۱۵ ممبرات نے حصہ لیا۔ نتیجہ حسب ذیل رہا۔

اول:۔ عزیزہ مبشرہ فضل۔ دوئم:۔ مکرمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ۔ سوئم:۔ عزیزہ امۃ الکریم صاحبہ۔

تربیتی خطاب:۔ مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے تربیتی امور پر تقریر فرمائی۔ آپ نے سورۃ جمعہ کی چند آیات تلاوت کیں اور تربیت اولاد کے متعلق نصائح فرمائیں۔ اس کے بعد عزیزہ مبشرہ فضل نے نظم سُنائی۔

تقریری مقابلہ معیار اوّل

اس مقابلہ میں پانچ ممبرات نے حصہ لیا نتیجہ حسب ذیل رہا۔

اوّل:۔ عزیزہ صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ
دوئم:۔ مکرمہ امۃ اللطیف صاحبہ۔
سوئم:۔ " نسیم اختر صاحبہ

اس مقابلہ کے بعد مکرم ملک صلاح الدین صاحب انچارج وقف جدید نے ذکر حبیبؑ کے عنوان پر تقریر کی۔ اس میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے واقعات شادی بیاہ، موت فوت، پردہ کے متعلق، مہمان نوازی، جماعت کی دینی حالت کا جائزہ لینے اور اصلاح کے طریق، دعاؤں پر زور، رشتہ داروں اور دشمنوں سے حُسن سلوک سے متعلق سُنائے۔ جو بہت ہی ایمان افروز تھے۔ ازاں بعد مکرمہ امۃ القیوم عزیزہ نے نظم سُنائی۔

مقابلہ فی البدیہہ تقاریر

اس مقابلہ میں ۱۰ ممبرات شامل ہوئیں۔ جس میں سے مندرجہ ذیل نے پوزیشن حاصل کی۔

اوّل:۔ عزیزہ نصیرہ سلطانہ۔ دوئم:۔ عزیزہ مریم صدیقہ۔ سوئم:۔ عزیزہ راشدہ رحمٰن۔

تیسرا اجلاس

بعد نماز مغرب و عشاء ٹھیک ۷½ بجے تیسرے اجلاس کی کارروائی زیر صدارت محترمہ حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ عزیزہ رفعت سلطانہ کی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ عزیزہ منصورہ بیگم بدر نے نظم پڑھی۔

مقابلہ بیت بازی

یہ انفرادی مقابلہ تھا جس میں ۲۲ لڑکیوں نے شرکت کی۔ مقابلہ کے لئے ½ گھنٹہ وقت مقرر تھا۔ لیکن اتنا وقت گذر جانے کے بعد بھی کوئی لڑکی اس مقابلہ سے نہیں نکل سکی۔ اس لئے سب کو انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ اس مقابلہ کے بعد پہلے دن کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

دوسرا دن ۔ پہلا اجلاس

دوسرے دن مورخہ ۱۰/۱۰/۸۳ صبح ٹھیک ۹ بجے زیر صدارت محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ محترمہ البشریٰ صادقہ صاحبہ نے تلاوت قرآن کریم کی اور مبارکہ شاہین نے نظم پڑھی۔

مقابلہ تقاریر معیار دوئم

اس میں ۱۵ لڑکیوں نے حصہ لیا۔ اور مندرجہ ذیل بچیوں نے پوزیشن حاصل کی۔

اوّل:۔ عزیزہ طاہرہ شوکت۔ دوئم عزیزہ

راشدہ رحمٰن - سوئم :- عزیزہ امۃ الباسط - چہارم عزیزہ رضیہ بیگم - عزیزہ راشدہ مرزا - اسپیشل انعام عزیزہ امۃ الکریم چوہدری -

بعدہٗ عزیزہ امۃ النصیر سلطانہ نے بعنوان "حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی تحریک داعی الی اللہ اور احمدی مستورات کی ذمہ واریاں" - تقریر کی -

بعد ازاں پانچ ممبرات عزیزہ راشدہ رحمٰن عزیزہ راشدہ عارف عزیزہ طاہرہ شوکت عزیزہ امۃ الحی ادیب عزیزہ نصیرہ سلطانہ نے ترانہ پیش کیا -

"ترے حُسن کے جلوے بے پایاں
اک حُسن کا جلوہ روز دکھا"

اس کے بعد لجنہ کا پروگرام ختم ہوا اور ناصرات کا پروگرام شروع ہوا -

رپورٹ سالانہ اجتماع
ناصراتُ الاحمدیہ قادیان

مرتبہ :- عائشہ نصیر صاحبہ

پہلا اجلاس

ناصراتُ الاحمدیہ کا پہلا اجلاس محترمہ حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی زیر صدارت ٹھیک ۲/۱ بجے شروع ہوا - پروگرام کے آغاز پر عزیزہ امۃ القدوس نے تلاوت قرآن کریم کی - بعدہٗ عزیزہ مبارکہ شاہین سیکرٹری معیار اوّل نے ناصراتُ الاحمدیہ کا عہد نامہ دُہرایا - عزیزہ جمیلہ بیگم نے حضرت مصلح موعودؓ کا کلام

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے

خوش الحانی سے پڑھ کر حاضرات کو محظوظ کیا - اُس کے بعد محترمہ سہیلہ محبوب صاحبہ نگران ناصراتُ الاحمدیہ قادیان نے حضرت مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کا پیغام جو ناصرات کی بچیوں کے نام موصول ہوا تھا پڑھ کر سنایا -

بعد ازاں حضرت آپا جان صاحبہ نے ناصرات کی بچیوں اور دیگر ممبرات سے خطاب فرمایا -

تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہمیں اپنا اجتماع کرنے کی توفیق بخشی ہے - آپ احمدی مسلمان بچیاں ہیں اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی قائم کردہ تنظیم ناصرات الاحمدیہ کی بچیاں ہیں - پس چاہیئے کہ حضرت مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کے اس پیغام پر جو ابھی ابھی آپ کو پڑھ کر سنایا گیا ہے عمل کریں - آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا قیمتی وجود ہیں - بڑی بھاری ذمہ داریاں آپ کے کندھوں پر پڑنے والی ہیں - پس سستیوں کو چھوڑ دیں اور دیکھیں کہ ہمارا امام ہمیں کن باتوں کی طرف توجہ دلا رہا ہے - قرآن کریم سے عشق آنحضرت صلعم سے عشق اور پیار - اپنے کاموں میں خصوصًا دینی کاموں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں -

حضرت مصلح موعودؓ نے ننھی بچیوں کے لئے ناصرات کا شعبہ اس لئے بنایا تھا - کہ بچہ پہلے ماں سے پھر گھر میں اور پھر اسکول میں تربیت حاصل کرے - مائیں عہدیداران سے تعاون کریں - اپنے بچوں کا جائزہ لیں - یہ بچیاں قومِ احمدیت کی ننھی مُنی بچیاں ہیں جنہوں نے چند سال بعد ایک بڑی ذمہ داری کو اپنے کندھوں پر اُٹھانا ہے - خدا کرے کہ بچیاں اور مائیں اسکول کے اساتذہ اور ناصرات الاحمدیہ کے عہدیداران کے ساتھ تعاون کریں اور عہدیداران بھی بچیوں سے پیار محبت کا سلوک کریں - اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضرت مصلح موعودؓ کی اس تنظیم کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں -

بعدہٗ نگران ناصراتُ الاحمدیہ نے ناصرات الاحمدیہ کی گذشتہ سال کی رپورٹ پڑھ کر سُنائی ازاں بعد معیار دوئم کی آٹھ بچیوں نے

"اُٹھو اے ناصرات - تھام لو ہمت کی شمشیریں"

اپنا ترانہ پیش کیا - اُس کے بعد معیار اوّل کا حُسنِ قرأت کا مقابلہ ہوا -

مقابلہ حسنِ قرأت معیار اوّل

اس میں ۱۵ ممبرات شامل ہوئیں - ججز کے فیصلہ کے مطابق مندرجہ ذیل ممبرات انعام کی حق دار قرار پائیں -

اوّل :- عزیزہ مبارکہ بیگم - دوئم :- عزیزہ راشدہ پروین - سوئم :- عزیزہ امۃ الرزاق کوثر - طیبہ صدیقہ - امۃ الحکیم -

مقابلہ نظم خوانی معیار دوئم

معیار دوئم کے نظم خوانی کے مقابلہ میں مندرجہ ذیل ممبرات نے پوزیشن حاصل کی -

اوّل :- عزیزہ مبارکہ نسرین - عزیزہ امۃ الحکیم - عزیزہ امۃ الرفیق - دوئم :- عزیزہ شہناز بیگم - عزیزہ طیبہ ناہید - سوئم :- عزیزہ عطیۃ القیوم ناصرہ - عزیزہ ذکیہ بیگم - عزیزہ امۃ الصبور - عزیزہ حسینہ رفعت - عزیزہ امۃ الہادی شیریں - عزیزہ طیبہ ناز - عزیزہ ندرت ریحانہ -

اس مقابلے کے بعد ظہر و عصر کی نمازیں باجماعت ادا کی گئیں -

دوسرا اجلاس

دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ کی زیر صدارت ٹھیک ۲/۱ ۲ بجے ہوا - عزیزہ امۃ الحکیم کی تلاوتِ قرآن پاک کے بعد عزیزہ عطیہ بیگم نے نظم خوش الحانی سے پڑھی - اس کے بعد مقابلہ حُسنِ قرأت معیار دوئم ہوا -

مقابلہ حُسنِ قرأت معیار دوئم

اس میں ۲۷ لڑکیوں نے حصّہ لیا - مندرجہ ذیل ممبرات انعام کی حقدار قرار پائیں -

اوّل :- عزیزہ نصرت جہاں - عزیزہ ندرت ریحانہ - عزیزہ امۃ الباسط - دوئم :- عزیزہ راشدہ تنویر - سوئم عطیۃ القیوم ناصرہ -

معیار دوئم (الف) :-

اوّل :- عزیزہ نغمہ ریحانہ - عزیزہ امۃ الشافی پونچھی - دوئم :- عزیزہ امۃ الصبور - عزیزہ امۃ الحکیم - عزیزہ امۃ الرفیق -

اِس کے بعد معیار سوئم (ب) کی چھ بچیوں نے اپنے گروپ کا ترانہ پیش کیا -

"ہم ہیں وفا کے خوگر ہم تو وفا کریں گے"

مقابلہ تقاریر معیار اوّل

معیار اوّل کی تقاریر کے مقابلہ میں ۱۸ لڑکیوں نے حصّہ لیا - مندرجہ ذیل ممبرات نے پوزیشن لی -

اوّل :- عزیزہ امۃ الحکیم - عزیزہ امۃ الرافع -
دوئم :- عزیزہ شاہین اختر - سوئم :- عزیزہ امۃ الوحید -

اسپیشل پروگرام

اِس مقابلہ کے بعد پانچ اور چھ سال کے درمیان کی ۶ ننھی مُنّی بچیوں کا اسپیشل پروگرام پیش کیا گیا جس میں بچیوں نے نظم خوانی اور حفظِ قرآن میں حصّہ لیا - نیز اپنا ترانہ پیش کیا جسے حاضرات نے بے حد پسند کیا -

شبینہ اجلاس

مغرب اور عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھنے کے بعد ٹھیک ۲/۱ ۷ بجے ہمارا شبینہ اجلاس محترمہ صدیقہ بیگم صاحبہ امینی کی زیر صدارت منعقد ہوا - تلاوت و نظم کے بعد معیار اوّل کا بیت بازی کا مقابلہ ہوا -

مقابلہ بیت بازی معیار اوّل

اس میں ۱۲ لڑکیوں نے انفرادی طور پر شعر پڑھے - یہ مقابلہ بہت سخت مگر دلچسپ تھا - مندرجہ ذیل ممبرات انعام کی حقدار قرار پائیں -

اوّل :- عزیزہ امۃ الحکیم - عزیزہ شاہین اختر
دوئم :- عزیزہ بشریٰ بیگم مدثر - عزیزہ خدیجہ بیگم -
سوئم :- عزیزہ امۃ المتین رضوانہ -

مقابلہ بیت بازی معیار دوئم

اس میں مندرجہ ذیل ممبرات نے انفرادی طور پر شعر پڑھنے کے باوجود سخت مقابلہ کیا اور پوزیشن حاصل کی -

اوّل :- عزیزہ امۃ الشافی - عزیزہ امۃ الحکیم -
دوئم :- عزیزہ عطیۃ القیوم ناصرہ -
سوئم :- عزیزہ شاہدہ تنویر -

پرچی کھیل :- اس میں دو ٹیمیں شامل تھیں - پرچی پر دینی اور جنرل سوال لکھے تھے جس کا جواب دینا تھا - جس میں A ٹیم فاتح قرار پائی - یہ پروگرام بھی خاصہ دلچسپ رہا اور رات ۱۱ بجے ختم ہوا - تمام ممبرات دلچسپی اور شوق سے پروگرام کو دیکھتی اور سنتی رہیں -

تیسرا دن - پہلا اجلاس

۱۱ اکتوبر کے پہلے اجلاس کی صدارت محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ نے فرمائی - تلاوت و نظم خوانی کے بعد مقابلہ حفظِ قرآن معیار دوئم ہوا -

مقابلہ حفظِ قرآن معیار دوئم

اس میں ۲۸ ممبرات شامل ہوئیں اور مندرجہ ذیل نے پوزیشن لی -

اوّل :- عزیزہ عطیۃ القیوم ناصرہ - دوئم :- عزیزہ فوزیہ انجم - عزیزہ امۃ الہادی شیریں - سوئم :- عزیزہ ندرت ریحانہ - چہارم :- عزیزہ امۃ الآخر - عزیزہ زبیدہ پروین - عزیزہ قانتہ نصرت

مقابلہ نظم خوانی معیار اوّل

اس میں ۲۰ ممبرات نے حصّہ لیا - ججز کے متفقہ فیصلہ سے انعام یافتہ ممبرات کے نام یہ ہیں -

اوّل :- عزیزہ عطیہ بیگم - عزیزہ جمیلہ بیگم -
دوئم :- عزیزہ امۃ الحکیم - سوئم :- عزیزہ خورشیدہ بیگم -

مقابلہ تقاریر معیار دوئم

اس میں ۳۰ بچیاں شامل ہوئیں پوزیشن لینے والی ممبرات کے نام یہ ہیں -

اوّل :- عزیزہ عطیۃ القیوم ناصرہ -
دوئم :- عزیزہ شاہدہ رحمٰن زبدہ - عزیزہ کوکب کلیم ریحان - سوئم :- عزیزہ راشدہ تنویر - عزیزہ امۃ الشافی رُومی - عزیزہ نصرت جہاں -

مقابلہ حفظ قرآن معیار اوّل

اِس میں ۱۶ ممبرات شامل ہوئیں - مندرجہ ذیل ممبرات نے پوزیشن لی -

اوّل :- عزیزہ مبارکہ بیگم - دوئم :- عزیزہ امۃ القدوس - عزیزہ امۃ الحکیم - سوئم :- عزیزہ جمیلہ بیگم - چہارم :- عزیزہ راشدہ پروین - عزیزہ امۃ العزیز بشریٰ -

آخری اجلاس

● مقامی طور پر مکرم حافظ اللّٰہ دین صاحب شدید طور پر بیمار ہیں - مکرم سائیں عبدالرحمٰن صاحب کا بٹالہ میں بواسیر کا اپریشن ہوا ہے - اور مکرم حاجی خدا بخش صاحب و مکرم سید بدرالدین احمد صاحب بھی ایک عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں سب کی کامل صحت کے لئے دُعا کی درخواست ہے - (ادارہ)

ظہر اور عصر کی نمازیں باجماعت ادا کر چکنے کے بعد دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی زیر صدارت ہوا۔ عزیزہ مبارکہ بیگم کی تلاوت قرآن کریم کے بعد عزیزہ امۃ الصبور نے نظم پڑھی۔

تقسیم انعامات حضرت آپا جان صاحبہ نے اپنے دست مبارک سے علمی مقابلہ جات نیز ورزشی مقابلہ جات (جو کہ وقت کی کمی کے پیش نظر پہلے ہی کروا لیے گئے تھے) میں پوزیشن لینے والی بچیوں کو انعامات تقسیم کئے۔ کچھ خصوصی انعام بھی دیئے گئے۔ بعد ازیں مالاباری ایک مہمان بہن محترمہ صدیقہ بی بی صاحبہ نے مالاباری زبان میں نظم سنائی۔

اختتامی خطاب آخر میں محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے اختتامی خطاب فرمایا۔ تشہد و تعوذ و سورۃ فاتحہ کے بعد آپ نے فرمایا۔ الحمد للہ کہ ہمارا ۱۶ واں اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ جن بچیوں نے انعامات حاصل کئے ہیں اُن کو دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ جو بچیاں رہ گئی ہیں وہ اگلے سال بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ میری عزیز بچیو آپ وہ فرد ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائیں۔ پس عہد کریں کہ ہر بچی خلیفہ وقت کے ہر حکم کو ماننے کے لئے تیار رہے۔ پھر آپ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے نمازوں کی پابندی اور ہمسایوں سے حسن سلوک اور باہمی پیار و محبت کو فروغ دینے اور خلافت سے وابستگی اور عہدیداروں کی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی۔

اس کے بعد معیار سوئم (الف) کی بچیوں نے "جان و دل آپ پہ قربان رسول عربی" ترانہ پڑھا۔ بعد ازیں محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ نے محترمہ حضرت سیدہ آپا جان صاحبہ اور تمام حاضرات کا شکریہ ادا کیا۔ پھر محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ نائب صدر لجنہ کی قیادت میں لجنہ اماء اللہ کا اور مکرمہ نسیم اختر صاحبہ کی قیادت میں ناصرات الاحمدیہ کا عہد نامہ دہرایا گیا۔ اور دُعا کے بعد کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ۔

نماز تہجد و فجر اور درس کا اہتمام

اس سال بھی اجتماع کے تینوں روز نماز تہجد گھروں میں ادا کر کے نماز فجر کی باجماعت ادائیگی کے لئے مسجد میں حاضر ہونے کی ہدایت کی گئی تھی اور لجنہ اماء اللہ کے زیر اہتمام درس کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ چنانچہ کافی تعداد میں لجنہ و ناصرات کی ممبرات نماز فجر کیلئے دالان حضرت اماں جانؓ اور بیت الفکر میں جمع ہوتی رہیں۔ بعد نماز فجر پہلے دن مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب اور دوسرے دن مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم اور تیسرے دن مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل نے درس دیا اور مختلف احادیث کی روشنی میں مستورات کی ذمہ داریوں اور تربیت اولاد اور علم دین کی تحصیل اور تبلیغ کا فریضہ احسن رنگ میں سرانجام دینے اور مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے وغیرہ امور کے متعلق توجہ دلائی۔

امتحان دینی معلومات اجتماع سے چار روز قبل لجنہ اماء اللہ کا دینی معلومات اور عقائد احمدیت کا ایک امتحان لیا گیا جس میں ۲۳ ممبرات نے شرکت کی جن میں ۹ ممبرات نے پورے نمبر لئے اور باقی تمام کامیاب رہیں۔ اسی طرح ناصرات کے دینی معلومات کے امتحان میں ۵۷ ممبرات نے شرکت کی۔

ورزشی مقابلہ جات اجتماع کے ایام میں چونکہ یہ مقابلہ جات نہیں کروائے جا سکتے تھے اس لئے چار پانچ روز قبل ہی پیغام رسانی، معائنہ مشاہدہ، رسہ کشی، میوزیکل چیئر، تھرو بال، سلو سائیکل، ناصرات کے لئے رسی کودنا، دم توڑنا، جھنڈی ریس، وغیرہ مقابلہ جات کروائے گئے تھے۔ ان سب مقابلہ جات میں ممبرات نے بہت ذوق و شوق سے حصہ لیا۔ پوزیشن لینے والی ممبرات کو انعام دیئے گئے۔

آخر میں ہم تمام جملہ صاحبان اور مقررین محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب، مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل، مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انورؔ، مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادمؔ مکرم بدر الدین صاحب عاملؔ، مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب، مکرم فضل الٰہی خانصاحب، مکرم ملک صلاح الدین صاحب، مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری، مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہرؔ، محترمہ خورشید بیگم صاحبہ، مکرمہ امۃ النصیر سلطانہ صاحبہ، مکرمہ مبارکہ شاہین صاحبہ، مکرمہ سعید فاطمہ صاحبہ، مکرمہ نصرت سلطانہ صاحبہ، مکرمہ فرحت سلطانہ صاحبہ، مکرمہ صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ، مکرمہ شمیم بیگم صاحبہ، مکرمہ عقیلہ عفت صاحبہ، مکرمہ نصرت بیگم صاحبہ قریشی، اور مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ کا شکریہ ادا کرتی ہیں کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت دے کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اسی طرح مکرم چوہدری عبد السلام ٭٭

٭٭ صاحب اور مکرم محمد یعقوب صاحب کا جنہوں نے اجتماع گاہ کی تیاری اور روشنی و لاؤڈ اسپیکر کا انتظام کیا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین ٭

جماعت احمدیہ اُتر پردیش کی سترھویں کانفرنس بقیہ صفحہ ۱۱

نہیں جب کہ دُنیا امن اور شانتی سے اور ایک دوسرے سے پیار سے رہنا نہ سیکھیں۔ آخر میں آپ نے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس راستہ پر چلنے کی توفیق دے آمین۔ اس تقریر کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

شبینہ اجلاس اسی دن دوسرا اجلاس بعد نماز مغرب مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل ناظر دعوۃ و تبلیغ کی صدارت میں خاکسار عبد الرشید ضیاء کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم محمد سعید صاحب صدیقی کی نظم سے شروع ہوا۔ ازاں بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ نے "سیرت مسیح موعودؑ" کے موضوع پر کی اور اس بارہ میں مختلف مذاہب کی پیشگوئیوں کا ذکر بھی فرمایا۔ بعدہٗ عزیز اسد اللہ نے حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام سنایا۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ نے "آخری زمانہ کے بارہ میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں" کے موضوع پر جامع تقریر کی۔ اور امام مہدی کے بارہ میں جماعت احمدیہ کا موقف احادیث و قرآن کی روشنی میں مدلل رنگ میں بیان فرمایا۔ بعدہٗ مکرم عتیق احمد صاحب دہرہ نے منظوم کلام سنایا۔ ازاں بعد مکرم ماسٹر ریاض احمد صاحب خان صدر مجلس استقبالیہ نے کلنکی اوتار کے ظہور کی علامات از روئے بائیبل اور ہندوؤں کی مقدس کتب کی روشنی میں موضوع پر تقریر کی۔ بعدہٗ مکرم لیاقت علی صاحب کانپور نے نظم پڑھی۔

بعدہٗ مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے جماعت احمدیہ کے بارہ پیدا کردہ غلط فہمیوں کے ازالہ کے موضوع پر تقریر کی اور مخالفین کے بعض اعتراضات کا ازالہ فرمایا۔ آخر میں مکرم صدر صاحب جلسہ نے سامعین کرام کو کلنکی اوتار کے ظاہر ہونے اور اس کے قبول کرنے کی طرف توجہ دلائی اور اس طرح یہ جلسہ رات کے ۱۱ بجے اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

بُک اسٹال:۔ کانفرنس کے ایام میں لوگوں تک بذریعہ لٹریچر پیغام حق پہنچانے کیلئے بُک اسٹال بھی لگایا گیا اور اسکے انچارج مکرم حبیب اللہ خانصاحب کانپور مقرر کئے گئے تھے۔ جنہوں نے اس فریضہ کو نہایت ہی احسن رنگ میں انجام دیا۔

کانفرنس کیلئے جلسہ گاہ کی تیاری:۔ کانفرنس کے انتظامات میں تعاون کرنے کیلئے کانپور کی جماعت سے خدام کا ایک وفد معاونت کیلئے ایک دن پہلے سانڈھن پہنچ گیا تھا۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔ مکرم محمد سعید صاحب صدیقی، مکرم خلیل احمد صاحب صدیقی، مکرم محمد عابد خانصاحب، مکرم محمد احمد خانصاحب، مکرم اسرار احمد صاحب صدیقی، مکرم محمد رئیس صدیقی، مکرم محمد تنویر آزاد، مکرم محمد لیاقت علی، مکرم عزیز احمد صاحب سلامی، مکرم سلطان احمد صاحب صدیقی، مکرم وحی احمد صاحب، مکرم محمد نعیم صاحب، مکرم محمد عتیق دہرہ، مکرم محمد فرید انور صدیقی (اطفال) جملہ خدام نے جلسہ گاہ میں مختلف امور کو سرانجام دیا اور کانفرنس کے کاموں میں لوکل جماعت کے ساتھ ہر طرح تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جملہ خدام کو مزید دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے۔ آمین۔

انتظام قیام و طعام:۔ مہمانان کرام کے قیام و طعام کا انتظام انتظامیہ کی طرف سے احسن رنگ میں کیا گیا تھا۔ اور بزرگان سلسلہ کے قیام و طعام کا انتظام جماعتی طور پر مکرم برکت اللہ خانصاحب کے مکان پر کیا گیا تھا۔ اس موقعہ پر مکرم چوہدری صاحب موصوف کے بچوں نے اور مکرم عتیق احمد صاحب دہرہ نے بزرگان سلسلہ کی ہر رنگ میں خدمت کی۔ جزاہم اللہ۔ اسی طرح کانفرنس میں شرکت کرنے والے مہمانان کرام کے طعام کا انتظام مکرم لیاقت علی خانصاحب اور اُنکے معاونین نے احسن رنگ میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اور جملہ معاونین اور افراد کو جنہوں نے کسی بھی رنگ میں کانفرنس کے انتظامات میں حصہ لیا جزائے خیر دے۔ آمین۔

آسٹریلیا میں پہلی احمدیہ مسجد بقیہ صفحہ اوّل

افراد قافلہ۔ فجی اور انڈونیشیا کے وفود۔ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ اور بعض مستورات اور بچوں نے بھی شرکت کی۔ بعد میں حضور ایدہ اللہ نے اس تقریب کے بہت ہی بابرکت ہونے کی دعا کروائی۔ ازاں بعد حضور WISEMAN تشریف لے گئے جو سڈنی سے ایک سو کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ جہاں حضور نے رات کے کھانے کی دعوت میں شرکت فرمائی جس میں ایک سو آسٹریلین بھی شامل تھے۔ کھانے کے بعد سوال اور جواب کی مجلس شروع ہوئی جو تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہی۔ حضور رات بارہ بجے سڈنی واپس بخیریت تشریف لائے۔ قبل ازیں بعد دوپہر حضور نے خطبہ جمعہ دیا اور نماز پڑھائی اور خطبہ جمعہ میں آج کے دن کی اہمیت اور مستقبل میں مرتب ہونے والے اُن دُور رس نتائج کی نشان دہی فرمائی۔ نیز یہ کہ یہ دن اس دن سے زیادہ اہم ہے جس دن کہ کیپٹن کُک نے آسٹریلیا کی سرزمین پر قدم رکھا۔"

(الفضل ۲ ۸/۱۰ ۸۳)

ملفوظات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"تمام فیضوں کا سرچشمہ قرآن ہے!"

ملفوظات جلد پنجم

پیشکش: گلوب ربر مینوفیکچررز - راجندرا سارانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

فون ۳۷۲ - ۴۲ - ۱۱۱۵ — ۲۷ - گرام: GLOBEXPORT

"اَفضَلُ الذِّکرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"
(حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب :- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ کلکتہ ۷۳

MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
PH. 275475
RESI. 273903
CALCUTTA - 700073.

"اَلْخَیرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآن"
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA
PHONE:- 23-9302
CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

چاہیے کہ تمہارے اعمال
تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں!
(ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

منجانب :- تپسیا رَبر ورکس
۸۲ تپسیا روڈ کلکتہ ۳۹

"میں وہی ہوں"
جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا
(… تصنیف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

(پیشکش)

لبرٹی لون مل
نمبر ۲-۵۰-۱۸
فلک نما
حیدر آباد - ۵۰۰۲۵۳

محبت سب کیلئے
نفرت کسی سے نہیں
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش :- سن رائز ربر پروڈکٹس - ۲ تپسیا روڈ - کلکتہ ۳۹

SUNRISE RUBBER PRODUCTS
2 - TOPSIA ROAD, CALCUTTA - 39.

"AUTOCENTRE" تار کا پتہ :-
فون نمبرز :- 23 - 5222
23 - 1652

آٹو ٹریڈرز
۱۶ - مینگو لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱
ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار
HM برائے :- ایمبسڈر • بیڈ فورڈ • ٹریکٹر HM
SKF بال اور رولر ٹیپر بیرنگ کے ڈسٹری بیوٹر
ہر قسم کی ڈیزل اور پٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات دستیاب ہیں!

AUTO TRADERS,
16 - MANGOE LANE, CALCUTTA - 700001

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار، موٹر سائیکل، سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ
کے لئے "آٹو ونگس" کی خدمات حاصل فرمائیے!

AUTOWINGS,
32 - SECOND MAIN ROAD.
C.I.T. COLONY,
MADRAS - 600004.
PHONE No. 76350.

آٹو ونگس

رحیم کاٹیج انڈسٹریز
RAHIM COTTAGE INDUSTRIES.
17-A, RASOOL BUILDING
MOHAMEDAN CROSS LANE
MADANPURA
P.O. BOX : 4585.
BOMBAY - 8.

پرفیکٹ ٹریول ایڈس
PERFECT TRAVEL AIDS
D/No. 2/54 (1).
MAHADEVPET.
MADIKERI - 571201.
(KARNATAK)

… تیار کردہ بہترین۔ معیاری اور پائیدار سوٹ کیس۔
… ہینڈ بیگ (زنانہ و مردانہ)۔ ہینڈ پرس۔ منی پرس۔
… مینوفیکچررس اینڈ آرڈر سپلائرز ● ●

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

مِنجانِب:- احمدیہ مسلم مشن - ۲۰۵ نیو پارک سٹریٹ - کلکتہ ۷۰۰۰۱۷ - فون نمبر:- ۲۴۴۷۱۷

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:- "جو شخص امانت دار نہیں ہے اس کا ایمان کامل نہیں۔" (مشکوٰۃ)

ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام:- "خدا کے نزدیک بزرگ وہ ہے جو متقی ہے۔" (تقریر ۲۵ دسمبر ۱۸۹۷ء)

پیشکش:- محمد امان اختر، نیاز سلطانہ پارٹنرز:-

مسلین موٹرس

۳۲ - سیکنڈ مین روڈ
سی آئی ٹی کالونی
مدراس - ۶۰۰۰۰۴

اِرشادِ نبوی

اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا (ترمذی)

ترجمہ:- مسلمانوں میں کامل مومن وہ ہے جس کا خُلق اچھا ہو۔

مُحتاجِ دُعا:- ممبرانِ اراکینِ جماعتِ احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس

کورٹ روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

گُڈلک الیکٹرانکس

انڈسٹریز روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو - ٹی وی — اُوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام

— جو کہ چھوٹوں ... ان کی تحقیر۔
... خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔
... خود پسندی سے اُن پر تکبر۔
(کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SO[NS]
NO. 6 - ALBERT VICTOR ROAD . FORT ,
GRAM: MOOSA RAZA
PHONE. ..5558.
BANGALORE - 2.

حیدرآباد میں — فون نمبر:- ۴۲۳۰۱

لیلینڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش، قابلِ بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز

مسعود احمد ریپئرنگ ورکشاپ (آغا پورہ)

۱۶-۱-۴۸۷ سعید آباد - حیدرآباد (آندھرا پردیش)

... عمل ہی ترقی ... کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۱)

فون نمبر ۴۲۹۱۶ — ٹیلیگرام: سٹاربون

سٹار بون ... اینڈ فرٹیلائزر کمپنی

... بون میل - بون سینیوس - ہارن ہوفس وغیرہ!

(پتہ)

۲/۴/۲۲۰ ... ریلوے سٹیشن حیدرآباد (آندھرا پردیش)

"اپنی خلوت گاہوں کو ذکرِ الٰہی سے معمور کرو!"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

NIR ®

CALCUTTA - 15.

مِنجانِب: ... اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، نیز ربر، پلاسٹک، اور کینوس کے جوتے!!